حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: البرکۃ مع اکابرکم
برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہے (رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

تحقیقی، علمی و اصلاحی

رسالہ

دفاعِ اسلاف الہند

شمارہ نمبر
۳۰



فہرستِ مضامین

زیر سرپرستی

حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر ندوی دامت برکاتہم

کبار اہل حدیث علماء کے نزدیک،
پندرہویں شبِ شعبان (شبِ براءت) کی فضیلت ثابت ہے۔

[اصل کتاب کے اسکین کے ساتھ]

- مولانا عبد الرحیم قاسمی
- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

غیر مقلد اہلِ حدیث کے بڑے بڑے چوٹی کے علماء، پندرہویں شبِ شعبان (شبِ براءت) کی فضیلت کے قائل رہے ہیں، ذیل میں اس کے حوالے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) غیر مقلدین کے محقق العصر، مولانا عبدالقادر حصاری مرحوم (م ۱۴۰۲ھ) لکھتے ہیں کہ:

شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت کے متعلق، متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، ان سب کا مجموعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس رات کی کوئی اصل ہے۔

جب پندرہ شعبان کی رات کی فضیلت، قیام کے لیے مسلم ہے اور اس کا دن شعبان کا سرہ ہے، جس کا روزہ ثابت ہے، تو یہ حدیث صحیح ہوگی، جو صحیح ابن حبان، ابن ماجہ اور بیہقی کی شعب الایمان میں مذکور ہے، ''قوموا لیلها وصوموا نهارها''، یعنی پندرہ شعبان کی روایت قیام کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھو۔

پس یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ پندرہویں شعبان کو قیام کرنا اور دن کو روزہ رکھنا مشروع ہے، اگر ۱۳، ۱۴، ۱۵، کے روزے رکھے، تو بہت بہتر اور افضل ہے، اگر صرف پندرہ تاریخ کا روزہ رکھ لیا، تو یہ جائز ہے، بدعت نہیں، پھر اس روایت کو موضوع کہنا غلط ہے، یہ روایت ضعیف ہے۔ (**فتاویٰ حصاریہ: ج ۵: ص ۱۱۸**)،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

فتاویٰ حصاریہ

و

مقالاتِ علمیہ

مصنف

محقق العصر حضرت مولانا عبد القادر حصاری

کاوش و پیشکش
شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف
بانی دار الحدیث راجووال اوکاڑہ

جلد پنجم

جمع و ترتیب
حضرت مولانا ابراہیم خلیل
آف حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ

ناشر
عبد اللطیف ربانی مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی بالمقابل جلال دین ہسپتال
اردو بازار، لاہور

بہت فضیلت رکھتی ہے۔ چنانچہ تفسیر در منثور میں اس رات کی فضیلت میں متعدد روایات درج ہیں۔ ان روایات کا مجموعہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ چنانچہ مولوی محی الدین تبسم نے بھی تبسم آمیز لہجے میں اتنا تو تسلیم کر ہی لیا ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت کے متعلق متعدد احادیث آئی ہیں۔ ان سب کا مجموعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی کوئی اصل ہے۔

جب پندرہ شعبان کی رات کی فضیلت قیام کرنے کے لیے مسلم ہے اور اس کا دن شعبان کا سرہ ہے جس کا روزہ ثابت ہے تو یہ حدیث صحیح ہو گی جو صحیح ابن حبان' ابن ماجہ اور بیہقی کی شعب الایمان میں مذکور ہے۔ قوموا لیلھا وصوموا نھارھا۔ "یعنی پندرہ شعبان کی رات کو قیام کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھو۔"

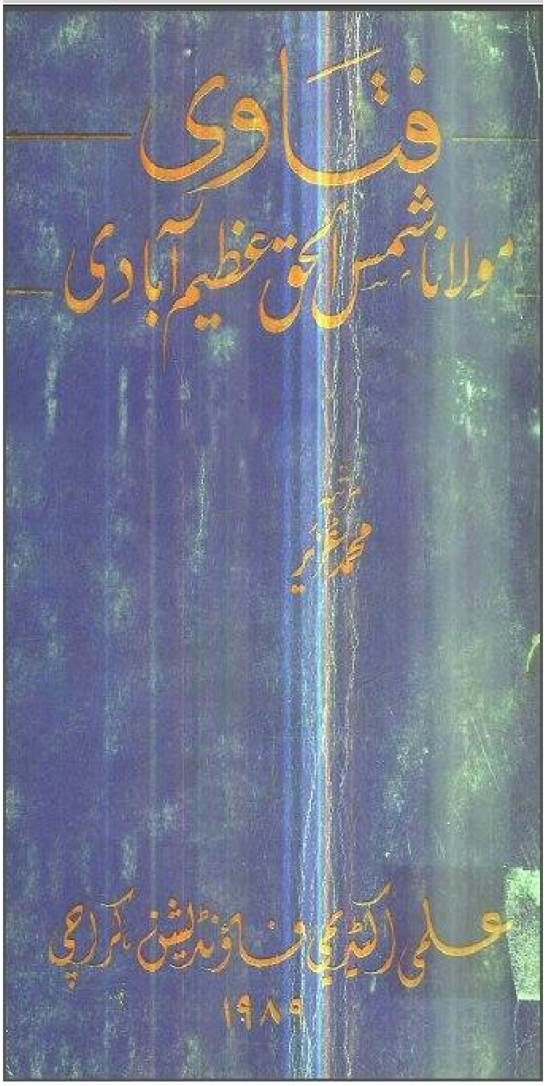
پس یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ شعبان کی پندرہویں شب کو قیام کرنا اور دن کو روزہ رکھنا مشروع ہے۔ اگر ۱۳' ۱۴' ۱۵/ کے روزے رکھے تو بہت بہتر اور افضل ہے۔ اگر صرف پندرہ تاریخ کا روزہ رکھ لیا تو یہ جائز ہے' بدعت نہیں ہے۔ پھر اس روایت کو موضوع کہنا غلط ہے' یہ روایت ضعیف ہے۔

تذکرۃ الموضوعات کے ص-۴۵ میں ہے حدیث علی اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا۔ (ضعیف)

امام شوکانی عالم ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الفوائد المجموعہ کے ص-۵۱ میں فرماتے ہیں : ولابن حبان من حدیث علی اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصومو نھارھا۔ (ضعیف) بہرحال یہ روایت ضعیف ہے۔ اور یہ اصول حدیث میں محدثین کا قاعدہ مشہور ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث حجت ہے۔ چنانچہ تقریب النواوی مع شرح تدریب الراوی ص-۱۹۶ مطبوعہ مصر میں ہے : یجوز عند اھل الحدیث وغیرھم التساھل فی الاسانید وروایۃ ماسوی الموضوع من الضعیف والعمل بہ من غیر بیان ضعفہ فی غیر صفات اللہ تعالٰی والاحکام کالحلال والحرام وغیرھما وذالک کالقصص وفضائل الاعمال والمواعظ وغیرھا بما لا تعلق لہ بالعقائد والاحکام۔ "یعنی اہلحدیث اور دیگر علماء کے نزدیک موضوع روایت کے سوا ضعیف حدیث کی سند اور روایت میں نرمی اور آسانی کرنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ اگرچہ اس کا ضعف ظاہر نہ کرے۔ لیکن ایک تو

(۲) صاحب عون المعبود، اہل حدیث عالم، شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۹ھ) فرماتے ہیں:

رہا نصفِ شعبان کی شب کو قرآنِ شریف تلاوت کرنا، ادعیہ ماثورہ، اذکار صحیحہ پڑھنا، صلاۃ نافلہ اول شب کو بغیر جماعت اور بغیر ہیئت مخصوصہ کے یا آخر شب کو جماعت لیکن بغیر ہیئت مخصوصہ کے، ادا کرنا اور اللہ تعالی سے مغفرت چاہنا رحمت کی خواستگاری کرنا اور اپنے لئے دعائیں مانگنا اور دعا میں گریہ وزاری کرنا بھی بدعت نہیں ہے، بلکہ موجب اجر جزیل وثواب عظیم ہے اور اس باب میں بھی روایاتِ متعددہ وارد ہیں۔ (**فتاوی مولانا شمس الحق عظیم آبادی: ص ۱۸۱**)،



۱۸۱

روزے رکھتے تھے، البتہ اس مہینہ میں روزے کے لیے کسی تاریخ یا روز کی تخصیص کسی ایسی روایت سے ثابت نہیں ہے جو قابل احتجاج ہو، اس لیے بالقصد خاص کر کے روزے کے لیے کسی تاریخ کو معین کر لینا نہیں چاہیے۔

باقی رہا نصف شعبان کی شب کو قرآن شریف تلاوت کرنا، ادعیہ ماثورہ اذکار صحیحہ پڑھنا، صلوۃ نافلہ اول شب کو بغیر جماعت اور بغیر ہیئت مخصوصہ کے یا آخر شب کو بجماعت لیکن بغیر ہیئت مخصوصہ کے ادا کرنا اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہنا، رحمت کی خواستگاری کرنا اور اپنے لیے دعائیں مانگنا اور دعائیں گریہ وزاری کرنا بھی بدعت نہیں ہے، بلکہ موجب اجر جزیل و ثواب عظیم ہے اور اس باب میں بھی روایات متعددہ وارد ہیں۔

منها ما اخرجه الطبرانی فی الاوسط وابن حبان فی صحیحه والبیهقی عن معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: یطلع اللہ الی جمیع خلقه لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الا لمشرك او مشاحن ورواه ابن ماجه نحوه من حدیث ابی موسی الاشعری والبزار والبیهقی من حدیث ابی بکر الصدیق بنحوه باسناد لا باس به قاله المنذری فی الترغیب۔

ومنها ما اخرجه البیهقی عن مکحول عن کثیر بن مرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم فی لیلة النصف من شعبان یغفر اللہ عز وجل لاهل الارض الا لمشرك او مشاحن وقال البیهقی هذا مرسل جید

ومنها ما اخرجه الطبرانی والبیهقی عن مکحول عن ابی ثعلبة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال یطلع اللہ الی عباده لیلة النصف من شعبان فیغفر للمؤمنین ویمهل الکافرین ویدع اهل الحقد بحقدهم حتی یدعوه قال البیهقی وهو ایضا بین مکحول وابی ثعلبة مرسل جید۔

ومنها ما اخرجه البیهقی عن العلاء بن الحارث ان عائشة رضی قالت قام رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من اللیل فصلی الی ان قال فقال اتدرین ای لیلة هذه

(۳) مشہور اہلِ حدیث عالم، مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ (م ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

''اعلم أنه قد ورد في فضيلة ليلة النصف من شعبان عدة أحاديث مجموعها يدل على أن لها أصلا''۔

"جان لو کہ شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، جن کا مجموعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس رات کی اصل اور بنیاد موجود ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ج ۳: ص ۳۶۵)،

اور ایک اور جگہ کہا:

''فهذه الأحاديث بمجموعها حجة على من زعم أنه لم يثبت في فضيلة ليلة النصف من شعبان شيء والله تعالى أعلم''۔

یہ احادیث مجموعی طور پر ان لوگوں کے خلاف حجت ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پندرہویں شبِ شعبان کی فضیلت میں کوئی بات ثابت نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (تحفۃ الاحوذی: ج ۳: ص ۳۶۷)،


تحفة الأحوذي
بشرح
جامع الترمذي
للإمام الحافظ أبي العلا محمد عبد الرحمن
ابن عبد الرحيم المباركفوري
١٢٨٣ - ١٣٥٣ هـ
الجزء الثالث
تتمة أبواب الجمعة - أبواب العيدين - أبواب السفر - أبواب الزكاة
أبواب الصوم - أبواب الحج
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

ظَنَنْتُ أنكَ أتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ، فقالَ: إنَّ الله تَبَارَكَ وتَعالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إلى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لأكْثَرَ مِنْ عَددِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ».

وفي البابِ عن أبي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

قال أبو عيسى: حديثُ عائِشَةَ لا نَعْرِفُهُ إلا مِنْ هذا الوجْهِ مِنْ حديثِ الحَجَّاجِ. وسَمِعْتُ محمداً يقولُ يُضَعِّفُ هذا الحديثَ. وقال يَحْيى بنُ أبي كَثِيرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ. قالَ محمدٌ: والحَجَّاجُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ يَحْيى بنِ أبي كَثِيرٍ.

حد ﴿إن الذين يبايعونك إنما يبايعون الله﴾ قال الطيبي: أو تزييناً للكلام وتحسيناً، أو حكاية لما وقع في الآية ﴿أم يخافون أن يحيف الله عليهم ورسوله﴾ وإشارة إلى التلازم بينهما كالإطاعة والمحبة، قال: يعني ظننت أني ظلمتك بأن جعلت من نوبتك لغيرك، وذلك مناف لمن تصدى بمنصب الرسالة. (قلت: **يا رسول الله ظننت أنك أتيت بعض نسائك**) أي زوجاتك لبعض مهماتك فأردت تحقيقها وحملني على هذا الغيرة الحاصلة للنساء التي تخرجهن عن دائرة العقل وحائزة التدبر للعاقبة من المعاتبة أو المعاقبة، والحاصل أني ما ظننت أن يحيف الله ورسوله علي أو على غيري بل ظننت أنك بأمر من الله أو باجتهاد منك خرجت من عندي لبعض نسائك لأن عادتك أن تصلي النوافل في بيتك كذا في المرقاة (**إلى سماء الدنيا**) وفي رواية ابن ماجه: إلى السماء الدنيا (**فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب**) أي قبيلة بني كلب، وخصهم لأنهم أكثر غنماً من سائر العرب. نقل الأبهري عن الأزهار أن المراد بغفران أكثر عدد الذنوب المغفورة لا عدد أصحابها وهكذا رواه البيهقي انتهى ذكره القاري وفي المشكاة زاد رزين: ممن استحق النار.

قوله: (**وفي الباب عن أبي بكر الصديق**) أخرجه البزار والبيهقي بإسناد لا بأس به كذا في الترغيب والترهيب للمنذري في باب الترهيب من التهاجر.

قوله: (**حديث عائشة لا نعرفه إلا من هذا الوجه**) وأخرجه ابن ماجه والبيهقي (**وقال يحيى بن كثير لم يسمع من عروة الخ**) فالحديث منقطع في موضعين أحدهما ما بين الحجاج ويحيى والآخر ما بين يحيى وعروة.

اعلم أنه قد ورد في فضيلة ليلة النصف من شعبان عدة أحاديث مجموعها يدل على أن لها أصلاً، فمنها حديث الباب وهو منقطع، ومنها حديث عائشة قالت: قام رسول الله ﷺ من الليل فصلى فأطال السجود حتى ظننت أنه قد قبض، فلما رأيت ذلك قمت حتى حركت إبهامه فتحرك فرجع، فلما رفع رأسه من السجود وفرغ من صلاته قال: يا عائشة أو يا حميراء أظننت

الحديث، وقال النسائي: متروك انتهى.

فهذه الأحاديث بمجموعها حجة على من زعم أنه لم يثبت في فضيلة ليلة النصف من شعبان شيء والله تعالى أعلم.

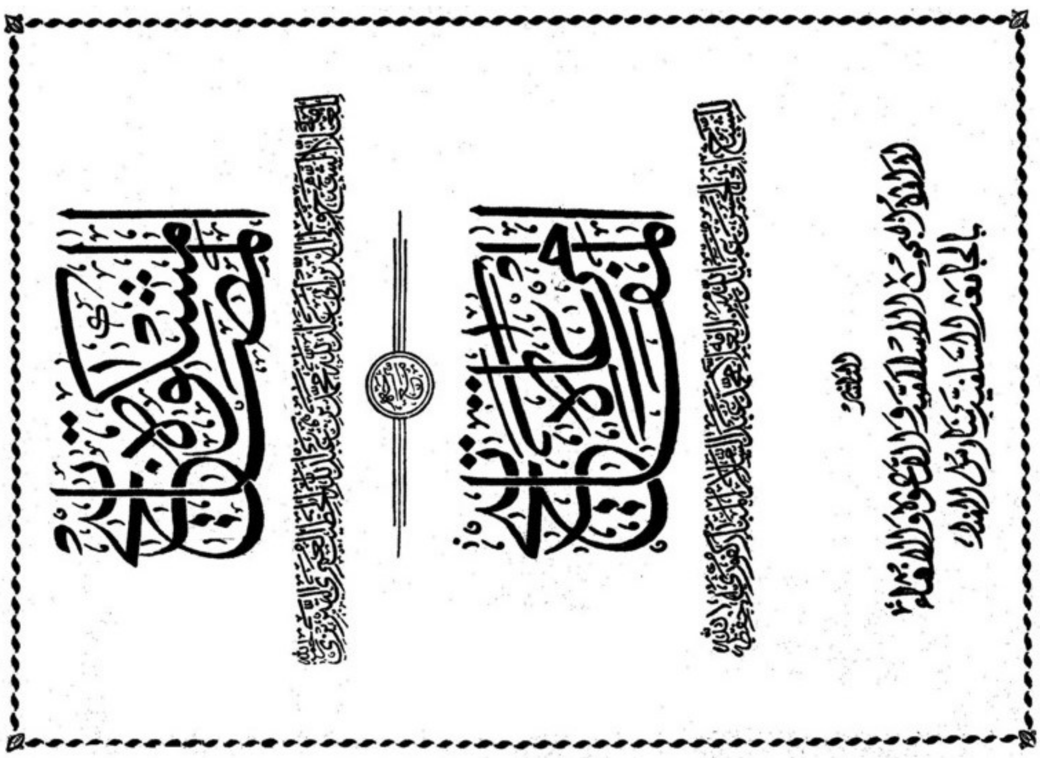
تنبيه: اعلم أن المراد من ليلة مباركة في قوله تعالى: **﴿إنا أنزلناه في ليلة مباركة إنا كنا منذرين. فيها يفرق كل أمر حكيم﴾** عند الجمهور هي ليلة القدر، وقيل هي ليلة النصف من شعبان، وقول الجمهور وهو الحق، قال الحافظ ابن كثير: من قال إنها ليلة النصف من شعبان فقد أبعد، فإن نص القرآن أنها في رمضان انتهى. وفي المرقاة شرح المشكاة قال جماعة من السلف: إن المراد في الآية هي ليلة النصف من شعبان إلا أن ظاهر القرآن بل صريحه يرده لإفادته في آية أنه نزل في رمضان وفي أخرى أنه نزل في ليلة القدر ولا تخالف بينهما، لأن ليلة القدر من جملة رمضان، وإذا ثبت أن هذا النزول ليلة القدر ثبت أن الليلة التي يفرق فيها كل أمر حكيم في الآية هي ليلة القدر لا ليلة النصف من شعبان، ولا نزاع في أن ليلة نصف شعبان يقع فيها فرق كما صرح به الحديث، وإنما النزاع في أنها المرادة من الآية والصواب أنها ليست مرادة منها، وحينئذ يستفاد من الحديث والآية وقوع ذلك الفرق في كل من الليلتين إعلاماً لمزيد شرفهما، ويحتمل أن يكون الفرق في إحداهما إجمالاً وفي الأخرى تفصيلاً أو تخص إحداهما بالأمور الدنيوية والأخرى بالأمور الأخروية وغير ذلك من الاحتمالات العقلية انتهى.

تنبيه آخر: قال القاري في المرقاة: اعلم أن المذكور في اللآلي أن مائة ركعة في نصف شعبان بالإخلاص عشر مرات في كل ركعة مع طول فضله للديلمي وغيره موضوع، وفي بعض الرسائل قال علي بن إبراهيم: ومما أحدث في ليلة النصف من شعبان الصلاة الألفية مائة ركعة بالإخلاص عشراً عشراً بالجماعة، واهتموا بها أكثر من الجمع والأعياد، لم يأت بها خبر ولا أثر إلا ضعيف أو موضوع ولا تغتر بذكر صاحب القوت والإحياء وغيرهما، وكان للعوام بهذه الصلاة افتتان عظيم حتى التزم بسببها كثرة الوقيد وترتب عليه من الفسوق وانتهاك المحارم ما يغني عن وصفه حتى خشي الأولياء من الخسف وهربوا فيها إلى البراري. وأول حدوث هذه الصلاة ببيت المقدس سنة ثمان وأربعين وأربعمائة، قال: وقد جعلها جهلة أئمة المساجد مع صلاة الرغائب ونحوهما شبكة لجمع العوام وطلباً لرياسة التقدم وتحصيل الحطام، ثم إنه أقام الله أئمة الهدى في سعي إبطالها فتلاشى أمرها وتكامل إبطالها في البلاد المصرية والشامية في أوائل سني المائة الثامنة. قيل أول حدوث الوقيد من البرامكة وكانوا عبدة النار، فلما أسلموا أدخلوا في الإسلام ما يموهون أنه من سنن الدين ومقصودهم عبادة النيران حيث ركعوا

(۴) اسی طرح، صاحب تحفۃ المرعاۃ، غیر مقلد عالم عبید اللہ مبارکپوری صاحبؒ (م ۱۴۱۴ھ)، مشکوٰۃ کی شرح میں شعبان کی درمیانی رات (شبِ براءت) کی فضیلت سے متعلق وارد احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وهذه الأحاديث كلها تدل على عظم خطر ليلة نصف شعبان وجلالة شأنها وقدرها، وأنها ليست كالليالي الأخر، فلا ينبغي أن يغفل عنها، بل يستحب إحياءها بالعبادة والدعاء والذكر والفكر۔

اور یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شعبان کی نصف رات کی بڑی عظمت، بلند شان اور خاص قدر ومنزلت ہے، اور یہ رات دوسری عام راتوں کی طرح نہیں ہے، لہٰذا اس رات سے غفلت برتنا مناسب نہیں، بلکہ عبادت، دعا، ذکر اور فکر کے ذریعے اس رات کو آباد کرنا مستحب ہے۔ **(مرعاۃ شرح مشکوٰۃ: ج ۴: ص ۳۴۱-۳۴۲)**،



لا يتابع على حديثه . قال الحافظ فى اللسان (ج ٤ ص ٦٧) : قال ابن عدى : هو معروف بهذا الحديث ، ولا يروى عنه غير عمرو بن الحارث ، وهو حديث منكر بهذا الاسناد . ومنها حديث أبي هريرة ، رواه البزار . قال الهيثمى : وفيه هشام بن عبد الرحمن ، ولم أعرفه ، وبقية رجاله ثقات . ومنها حديث عوف بن مالك ، رواه البزار أيضاً ، وفيه عبد الرحمن بن زياد بن أنعم الافريقى وابن لهيعة . وقد تقدم الكلام فيهما، وبقية رجاله ثقات. ومنها حديث مكحول عن كثير بن مرة (التابعى) ، رواه البيهقى ، وقال : هـذا مرسل جيد . ومنها حديث مكحول عن أبي ثعلبة رواه الطبرانى والبيهقى . قال البيهقى : وهو أيضاً بين مكحول وأبي ثعلبة مرسل جيد ، يعنى لأنه لم يدرك مكحول أبا ثعلبة الخشنى الصحابى ، وعزاه الهيثمى إلى الطبرانى ، وقال فيه الأحوص بن حكيم، وهو ضعيف . ومنها حديث العلاء بن الحارث عن عائشة، رواه البيهقى أيضاً، وقال : هذا مرسل جيد . ويحتمل أن يكون العلاء أخذه من مكحول كذا فى الترغيب . وهذه الأحاديث كلها تدل على عظم خطر ليلة نصف شعبان وجلالة

١٣١٥ — (١٣) رواه أحمد ، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، وفى روايته :

شأنها ، وقدرها ، وأنها ليست كالليالى الأخر ، فلا ينبغى أن يغفل عنهـا ، بل يستحب إحياءها بالعبادة والدعاء والذكر والفكر . ويدل على ندب إحياءها حديث على الآتى لكنه ضعيف جدا ، كما ستعرف ، وحديث معاذ بن جبل مرفوعا من أحيا الليالى الخمس وجبت له الجنة ليلة التروية وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر و ليلة النصف من شعبان ، رواه الأصبهانى فى ترغيبه ، وهذا أيضاً ضعيف ، لان المنذرى صدره بلفظة « روى » وأهمل الكلام عليه فى آخره، وجعل هذا علامة للإسناد الضعيف . وأما إحياء هذه الليلة خاصة والاهتمام لذلك مع ترك بعض الصلوات الخمس أو جميعها ، ومع عدم المبالاة بالواجبات الاخرى ، كما هو حال عامة المسلمين فى عصرنا هذا ، فلا شك أنه أمر قبيح، كيف والاشتغال بالمندوب مع إهمال الفرائض ليس من الدين والرأى فى شىء . وكذا الاهتمام بزيارة القبور فيها مع تركها جميع السنة ليس بشىء من السنة . فإن قلت قد ورد فى ذهابه ﷺ إلى البقيع فى هذه الليلة حديثان : أحدهما حديث عائشة السابق فى الفصل الثانى . والثانى حديثها الذى ذكره المنذرى فى باب الترهيب من التهاجر نقلا عن البيهقى . قلت هذان الحديثان ضعيفان جدا : أما الأول فقد تقدم بيانه . وأما الثانى فقد صدره المنذرى بلفظة « روى » وأهمل الكلام عليه فى آخره ، علا أنه لا دليل فيهما على تخصيص زيارة القبور بهذه

(۵) مشہور اہل حدیث عالم، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب (م ۱۴۰۷ھ) کہتے ہیں:

شعبان کی پندرہویں رات کو خصوصیت حاصل ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ اپنے اہل توحید بندوں پر خصوصی توجہ فرماتا ہے برکتیں نازل ہوتی ہیں تجلیات ربانی کا ظہور ہوتا ہے، لہذا اس رات تلاوت قرآن مجید (نفل نماز میں یا اس کے علاوہ) دعا یا ذکر الٰہی کی طرف ہمیں مصروف ہونا چاہیے، اس سلسلے میں متعدد روایات آئی ہیں۔

آگے مولانا حنیف صاحب، ان روایات کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

جو روایتیں ہیں بلاشبہ ان میں اکثر فرداً فرداً کمزور ہیں، تاہم بعض محدثین کے نزدیک کچھ ثابت بھی ہے،

حافظ ابن رجب لکھتے ہیں:

شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت میں متعدد حدیث آتی ہیں اکثر نے جن کی تضعیف کی ہے، لیکن ابن حبان نے بعض کو صحیح مانا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ جیسے ژرف نگاہ کا فیصلہ یہ ہے کہ

نصف شعبان کی فضیلت میں کئی مرفوع روایات اور سلف کے آثار موجود ہیں، جن کی بنا پر امام احمد وغیرہ اکثر اہل علم یہ مانتے ہیں کہ اس کو امتیازی حیثیت حاصل ہے، بعض سلف اس رات کو نوافل پڑھتے تھے، گو بعض اہل مدینہ وغیرہ علماء نے ان روایات کو کمزور کہا ہے، لیکن اکثر نے اسے تسلیم نہیں کیا، اس لیے کہ اسانید و کتب سنت میں اس کے فضائل موجود ہیں۔

پھر اس کے بعد، مولانا حنیف صاحب کہتے ہیں:

احادیث مذکورہ کی روح سے یہ رات غفلت سے نہیں گزارنی چاہیے، ذکر الٰہی میں مشغولیت، الحاح وزاری سے اپنے گناہوں کی مغفرت کی طلب، اپنی جائز ضرورتوں کے لیے بارگاہ الٰہی میں دعائیں، نماز میں یا نماز کے علاوہ تلاوت قران مجید۔

پس یہ ہے اس رات کو گزارنے کا صحیح طریقہ۔ (**آثار حنیف بھوجیانی: ج۱: ص۱۶۱-۱۶۵**)،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ ﴿ونکتب ما قدموا وآثارھم﴾ صدق اللہ العظیم

آثارِ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ

۱۹۰۹
۱۹۸۷

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی ۱۹۲۵ سے ۱۹۸۶ تک کی تحریریں

جلد اول

دروس و فتاویٰ جات

تعارف: مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ

تقریظ: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ   تقدیم: فضیلۃ الشیخ محمد عزیر شمس حفظہ اللہ

ترتیب: احمد شاکر

المکتبۃ السلفیۃ ○ شیش محل روڈ ○ لاہور

شعبان کی پندرہویں رات

لیلۃ البراءۃ (شب برأت):

شعبان کی پندرہویں رات کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ اپنے اہل توحید بندوں پر خصوصی توجہ فرماتا ہے، برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ تجلیات ربانیہ کا ظہور ہوتا ہے۔

﴿وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾ (المطففين: ٢٦)

لہٰذا اس رات تلاوت قرآن مجید (نفلی نماز میں یا اس کے علاوہ) اور دعا یا ذکر الٰہی کی طرف ہمیں بھی مصروف ہونا چاہیے۔

اس سلسلے میں متعدد روایات آئی ہیں۔ از اں جملہ:

۱۔ ((عَنْ عَائِشَةَ رَفْعاً اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ.)) [1]

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس رات پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور (اہل توحید) بندوں کی بہت بڑی اکثریت کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔''

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''ایک مرتبہ رات کے وقت رسول اللہ ﷺ نے نفلی نماز پڑھی جس میں اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ مجھے خیال ہوا کہ (شاید) آپ ﷺ کی روح پرواز کر گئی ہو۔ میں نے آپ ﷺ کو ہلایا تو آپ ﷺ سجدے کی حالت میں یوں دعا کر رہے تھے۔''

((اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.))

''(اے اللہ) میں تیرے عفو کی پناہ میں آتا ہوں، تیری سزا سے اور تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں، تیری ناراضی سے اور تیری رحمت وغیرہ کی پناہ میں آتا ہوں، تیرے غضب وغیرہ سے، الٰہی میں تیری ثنا کیا کر سکتا ہوں تو...... ویسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی ثناء فرمائی ہے۔''

---

[1] اخرجه احمد والترمذي وابن ماجه وذكر الترمذي انه ضعفه۔ لطائف: ص ١٤٣۔

بھی لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس حدیث کی استنادی حیثیت:

جو روایتیں ہیں بلاشبہ ان میں سے اکثر فرداً فرداً کمزور ہیں۔ تاہم بعض محدثین کے نزدیک کچھ ثابت بھی ہیں۔ حافظ ابن رجب لکھتے ہیں۔

((وفی افضل لیلة نصف شعبان احادیث اخر متعددة وقداختلف فیها فضعفها الاکثرون وصحح ابن حبان بعضها وخرجه فی صحیحه.)) ❶

''شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت میں متعدد حدیثیں آتی ہیں۔ اکثر نے جن کی تضعیف کی ہے لیکن امام ابن حبان نے بعض کو صحیح مانا ہے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جیسے ژرف نگاہ کا فیصلہ یہ ہے:

((لیلة النصف فی شعبان فقد روی فی فضلها من الاحادیث المرفوعة والاثار ما یقتضی انها لیلة مفضلة وان من السلف من کان یخصها الصلوة فیها ومن العلماء من السلف من اهل المدینة وغیر هم من الخلف من انکر فضلها و طعن فی الاحادیث الواردة فیها...... لکن الذی علیه کثیرمن اهل العلم اواکثر هم من اصحابنا غیرهم علی تفضیلهاوعلیه یدل نص احمد؟ لتعدد الاحادیث الواردة فیها وما یصدق ذلك من الآثار السلفیة وقد روی بعض فضائلها فی المسانید والسنن ١٥، اقتضاء الصراط المستقیم.)) ❷

(خلاصہ ترجمہ) ''نصف شعبان کی فضیلت میں کئی مرفوع روایات اور سلف کے آثار موجود ہیں جن کی بنا پر امام احمد وغیرہ اکثر اہل علم یہ مانتے ہیں کہ اس کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ بعض سلف اس رات کو نوافل پڑھتے تھے گو بعض اہل مدینہ وغیرہ علماء نے ان روایات کو کمزور کہا ہے لیکن اکثر نے اسے تسلیم نہیں کیا، اس لیے کہ اسانید اور کتب سنت میں اس کے فضائل موجود ہیں۔''

شب براءت میں کرنے کے کام:

احادیث مذکور کی رُو سے یہ رات غفلت سے نہیں گزرنی چاہیے۔ ذکر الٰہی میں مشغولیت، الحاح وزاری سے اپنے گناہوں کی مغفرت کی طلب، اپنی جائز ضرورتوں کے لیے بارگاہ الٰہی میں دعائیں، نمازیں

❶ لطائف: ص ۳۳

❷ ص ۳۰۲ مطبع السنة المحمدیه مصر ۱۳۶۹ھ

یا نماز کے علاوہ تلاوت قرآن مجید، بس یہ ہے اس رات کے گزارنے کا صحیح طریقہ۔ خوش نصیب ہیں وہ سعید روحیں جو اس فیضان رحمت سے مستفیض ہوں اور اس رات ذرا اپنے گناہوں کی طرف دھیان کریں، حسد وکینہ کو خیر باد کہہ دیں، شرک اور کفر کے جراثیم سے اپنے آپ کو پاک وصاف کرلیں۔ بدعات اور رسموں سے سخت اجتناب اور لہو ولعب سے یکسر احتراز کریں۔

((اللهم وفقنا لما تحبه وترضاه .))

اس رات میں خصوصی نماز کوئی نہیں:

تاہم لوگوں نے اس رات میں ہزاری نماز (الصلوٰۃ الالفیہ) اور نماز رغائب وغیرہ جو ایجاد کر رکھی ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں۔ اس بارے میں جتنی روایتیں بعض کتابوں میں درج ہوگئی ہیں، وہ سب موضوع اور جھوٹی ہیں۔ لہٰذا ایسی نمازیں پڑھنا بدعت اور گناہ ہے۔ جیسا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ❶ ملا علی قاری حنفی ❷ ابوبکر طرطوسی مالکی ❸ اور علامہ ابوشامہ شافعی ❹ وغیرہ نے لکھا ہے، بلکہ حافظ ابن رجب لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس رات کا قیام خصوصی ثابت نہیں۔

((قيام ليلة النصف لم يثبت عن النبي ﷺ ولا عن الصحابه .))❺

شب براءت کو قبروں پر جانا:

کسی صحیح ومستند حدیث سے ثابت نہیں، اس کا ذکر صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایتوں میں آیا ہے۔ ایک ترمذی کی روایت جس کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ضعیف فرمایا ہے، اس لیے کہ وہ دو جگہ سے منقطع ہے۔ دوسری بیہقی کے حوالے سے الترغیب میں ہے اور وہ بھی ضعیف ہے۔ ثانیاً اس روایت سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ پندرہویں رات کی وجہ سے البقیع میں تشریف لے گئے تھے۔ اس کا ذکر تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بطور ایک واقعہ کے فرمایا ہے۔ یعنی علمی اصطلاح میں یہ حکایت حال ہے۔ وحكاية حال لا عموم لها۔ ثالثاً بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن بقیع جانے کی ویسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی۔ لہٰذا اس رات قبرستان جانے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

پندرہویں شعبان کا روزہ:

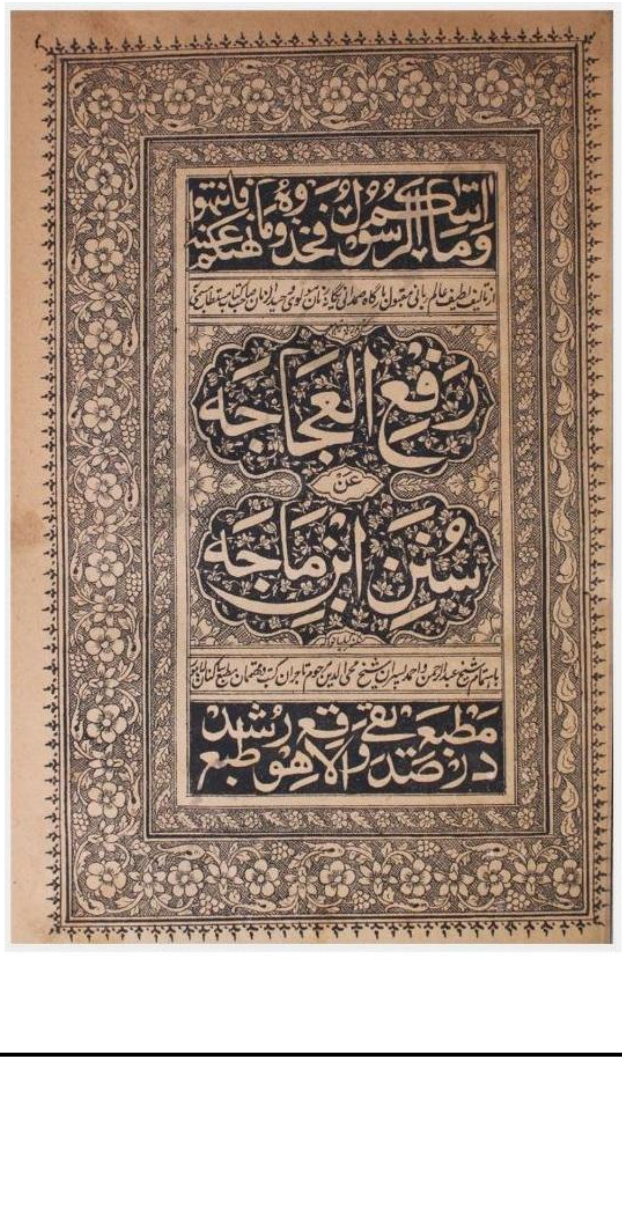
پندرہویں شعبان کے روزے کا ذکر بھی صرف ایک ہی روایت میں ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف

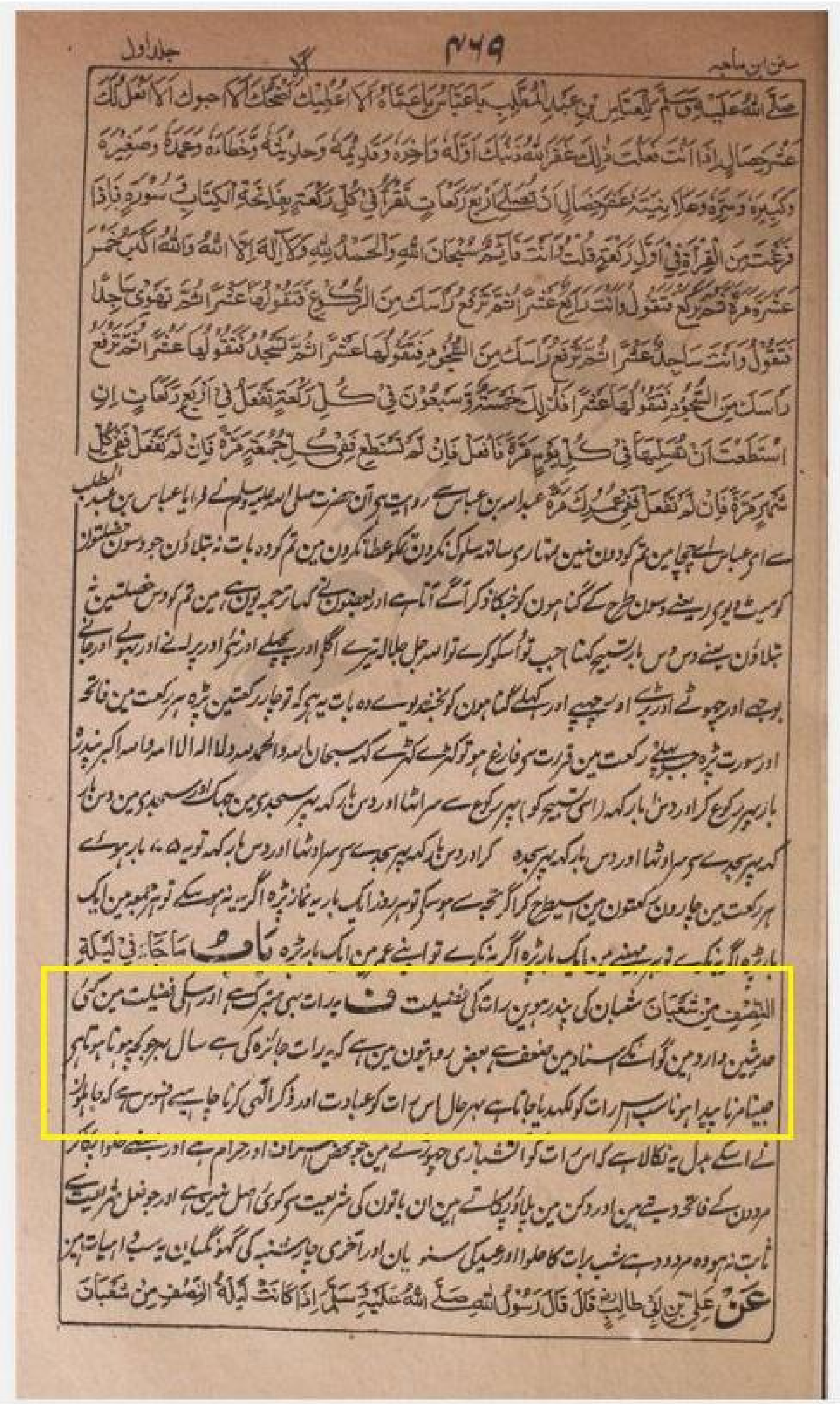
❶ اقتضاء الصراط ص: ۳۰۳.
❷ موضوعات کبیر ص: ۸۹.
❸ الحوادث والبدع.
❹ الباعث علی انکار البدع والحوادث ص: ۲۱.
❺ لطائف: ص ۱۴۵.

(۶) اہل حدیث مترجم، علامہ وحید الزماں حیدر آبادی (م ۱۳۳۸ھ) لکھتے ہیں:

شعبان کی پندرہویں رات متبرک ہے اور اس کی فضیلت میں کئی حدیثیں وارد ہیں، گو ان کی اسناد میں ضعف ہے، بعض روایتوں میں ہے کہ یہ رات جائزے کی ہے سال بھر جو کچھ ہونا ہوتا ہے جینا، مرنا، پیدا ہونا سب اس رات کو لکھ دیا جاتا ہے۔

بہرحال اس رات کو عبادت اور ذکر الٰہی کرنا چاہیے۔ **(رفع الاجاجہ عن سنن ابن ماجہ یعنی سنن ابن ماجہ مترجم: ص ۴۶۹، طبع قدیم)**،



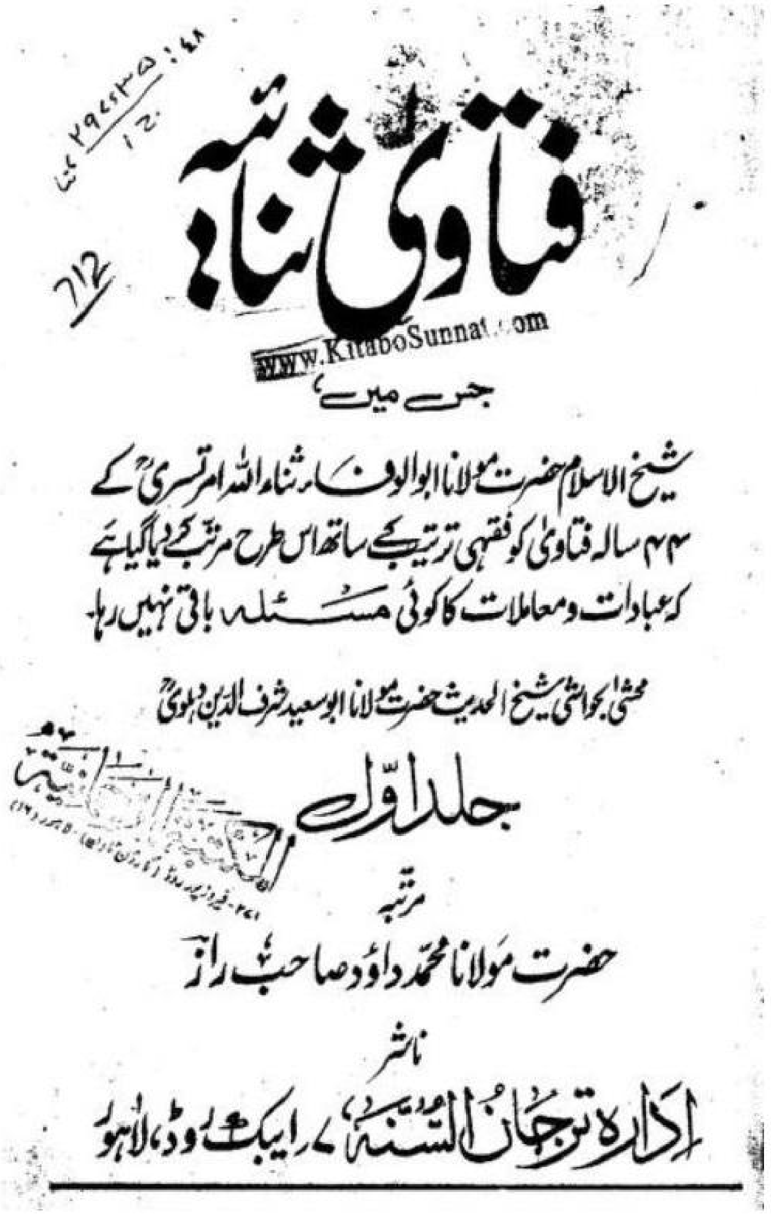


سنن ابن ماجہ ۴۶۹ جلد اول

صلی اللہ علیہ وسلم للعباس بن عبد المطلب یا عباس یا عماہ الا اعطیک الا امنحک الا احبوک الا افعل لک
عشر خصال اذا انت فعلت ذلک غفر اللہ لک ذنبک اولہ و آخرہ و قدیمہ و حدیثہ و خطأہ و عمدہ و صغیرہ
و کبیرہ و سرہ و علانیتہ عشر خصال ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب و سورۃ فاذا
فرغت من القراءۃ فی اول رکعۃ قلت و انت قائم سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر خمس
عشرۃ مرۃ ثم ترکع فتقول و انت راکع عشرا ثم ترفع راسک من الرکوع فتقولہا عشرا ثم تہوی ساجدا
فتقول و انت ساجد عشرا ثم ترفع راسک من السجود فتقولہا عشرا ثم تسجد فتقولہا عشرا ثم ترفع
راسک من السجود فتقولہا عشرا فذلک خمسۃ و سبعون فی کل رکعۃ تفعل فی اربع رکعات ان
استطعت ان تصلیہا فی کل یوم مرۃ فافعل فان لم تستطع ففی کل جمعۃ مرۃ فان لم تفعل ففی کل
شہر مرۃ فان لم تفعل ففی عمرک مرۃ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عباس بن عبد المطلب
سے اے عباس اے چچا میں تم کو دوں نہیں تمہارے ساتھ سلوک کروں تم کو عطا کروں میں تم کو وہ بات نہ بتلاؤں جو دس خصلتوں
کو سمیٹ لیوے دس طرح کے گناہوں کو جنکا ذکر آگے آتا ہے اور بعضوں نے کہا ترجمہ یوں ہے میں تم کو دس خصلتیں
بتلاؤں یعنے دس دس بار تسبیح کہنا جب تو اسکو کرے تو اللہ جل جلالہ تیرے اگلے اور پچھلے اور نئے اور پرانے اور بھولے اور جانے
بوجھے اور چھوٹے اور بڑے اور چھپے اور کھلے گناہوں کو بخشدیوے وہ بات یہ ہے کہ تو چار رکعتیں پڑھ ہر رکعت میں فاتحہ
اور سورت پڑھ جب پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہو تو کھڑے کھڑے کہہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ
بار پھر رکوع کر اور دس بار کہہ (اسی تسبیح کو) پھر رکوع سے سر اٹھا اور دس بار کہہ پھر سجدے میں جھک اور سجدے میں دس بار
کہہ پھر سجدے سے سر اٹھا اور دس بار کہہ پھر سجدہ کر اور دس بار کہہ پھر سجدے سے سر اٹھا اور دس بار کہہ تو یہ ۷۵ بار ہوئے
ہر رکعت میں چاروں رکعتوں میں اسیطرح کر اگر تجھ سے ہو سکے تو ہر روز ایک بار یہ نماز پڑھ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ میں ایک
بار پڑھ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک بار پڑھ اگر نہ کرے تو اپنے عمر میں ایک بار پڑھ **باب** ما جاء فی لیلۃ
النصف من شعبان شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت **ف** یہ رات بھی متبرک ہے اور اسکی فضیلت میں کئی
حدیثیں وارد ہیں گو اسکے اسناد میں ضعف ہے بعض روایتوں میں ہے کہ یہ رات جائزہ کی ہے سال بھر جو کچھ ہونا ہے وہی
جیسا مرنا پیدا ہونا سب اس رات کو لکھدیا جاتا ہے بہرحال اس رات کو عبادت اور ذکر الٰہی کرنا چاہیے افسوس ہے کہ جاہلوں
نے اسکے بدل یہ نکالا ہے کہ اس رات کو آتشبازی چھوڑتے ہیں جو محض اسراف اور حرام ہے اور بعضے حلوا پکا کر
مردوں کے فاتحہ دیتے ہیں اور دکن میں پلاؤ پکاتے ہیں ان باتوں کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے اور جو فعل شریعت سے
ثابت نہ ہو وہ مردود ہے شب برات کا حلوا اور عید کی سویاں اور آخری چہار شنبہ کی گھونگنیاں یہ سب احداث ہیں
عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان

(۷) اہل حدیث مناظر، مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) نے کہا:

پندرہویں شعبان کی رات کے متعلق ضعیف روایتیں ہیں، اس دن کوئی کار خیر کرنا بدعت نہیں بلکہ **بحکم انما الاعمال بالنیات**، موجب ثواب ہے۔ (فتاوی ثنائیہ: ج۱: ص۶۵٦)،


فتاوی ثنائیہ
www.KitaboSunnat.com
جس میں
شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رح کے
۴۴ سالہ فتاوی کو فقہی ترتیب کے ساتھ اس طرح مرتب کر دیا گیا ہے
کہ عبادات و معاملات کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا۔
محشی بحواشی شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی رح
جلد اول
مرتبہ
حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز
ناشر
ادارہ ترجمان السنۃ، ۷ ایبک روڈ، لاہور

سوال: حضور اکرم صلعم نے تین یوم نماز تراویح باجماعت مع الوتر صحابہ کرام کو پڑھائی یا وتر اس وقت آپ نے نہیں پڑھا اور کیا نماز تراویح اور تہجد ایک نماز ہے یا علیحدہ علیحدہ؟

جواب: نماز تہجد تو سارے سال میں ہوتی ہے تراویح خاص رمضان میں ہے اگر کوئی شخص پہلے وقت میں تراویح نہ پڑھے آخر وقت میں پڑھے تو نماز تہجد بھی ہو جائے گی اور تراویح بھی زیادہ کرید کرنے کی ضرورت نہیں آنحضرت علیہ السلام نے جن تین دنوں میں قیام رمضان کیا تھا ان میں وتروں کا ذکر مجھے نہیں ملا۔ اللہ اعلم (۲۲ رمضان ۱۳۶۲ھ) اس کے متعلق گذارش ہے کہ وتروں کا ذکر صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان میں حضرت جابرؓ کی روایت سے ان الفاظ کے ساتھ ملتا ہے۔ عن جابر انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بہم ثمان رکعات والوتر ثم انتظروہ فی القابلۃ فلم یخرج الیہم (کمیل جلد نمبر ۳ ص ۳۴ قیام اللیل ص ۹۱ معجم صغیر طبرانی ص ۱۰۶ وغیرہ)

(ابوالحسنات علی محمد سعدی صدر دوی فیروزپوری ۱۳ شوال ۱۳۶۲ھ)

سوال: پندرہویں شب شعبان کو کیا شب قدر کا کوئی ثبوت ہے اس شب کو ثواب جان کر تلاوت۔ یا عبادت کرنا کیسا ہے؟۔ (عبدالماجد بریلی)

جواب: اس رات کے متعلق ضعیف روایتیں ہیں اس دن کوئی کار خیر کرنا بدعت نہیں ہے! بلکہ بحکم انما الاعمال بالنیات موجب ثواب ہے۔ اللہ اعلم (۵ رمضان ۱۳۶۲ھ)

سوال: شام کے وقت آسمان پر ابر ہو گیا بہت انتظار کے بعد یقین کیا کہ سورج غروب ہو گیا ہوگا اور روزہ افطار کر دیا گیا تو پھر سورج نے دکھائی دی اور چھپ گیا۔ اب روزہ دار دو روزہ رکھیں یا وہ روزہ غلطی والا ہی کافی ہے۔ (عبدالعزیز جالندھری)

جواب: ایک روزہ قضا کرے کیونکہ اَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ کی تعمیل نہیں ہوئی عدم تعمیل غلط فہمی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کفارہ نہیں ہے۔ اللہ اعلم (۵ رمضان ۱۳۶۳ھ)

سوال: زید بیسویں رمضان کو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف بیٹھ گیا۔ آیا اس کا یہ فعل سنت کے مطابق ہے؟ (عبدالحمید از قلعہ میاں سنگھ۔ ضلع گوجرانوالہ)

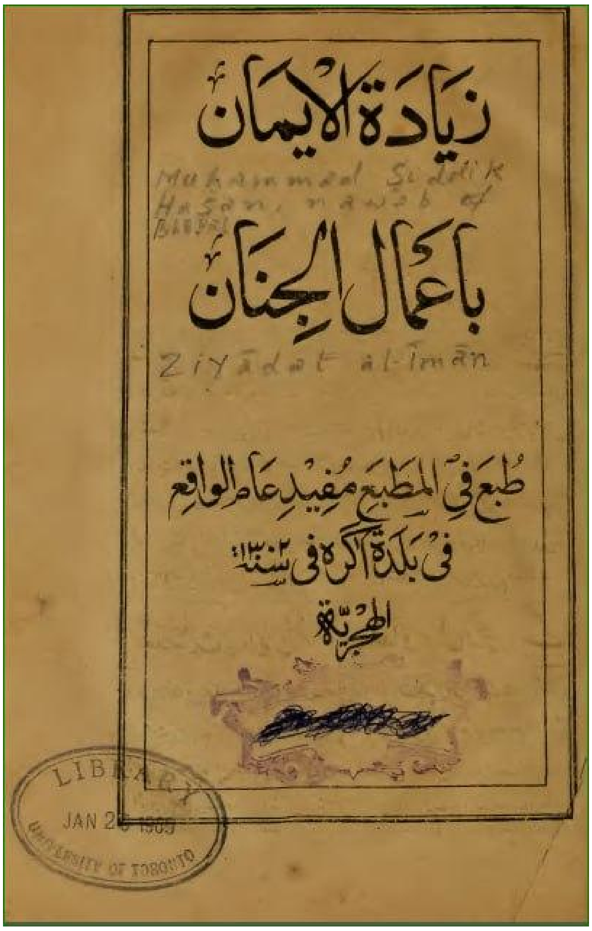
جواب: اکیسویں شب مغرب کے بعد اعتکاف بیٹھ جانا چاہیے۔ یہی سنت ہے۔ (۹ شوال ۱۳۶۲ھ)

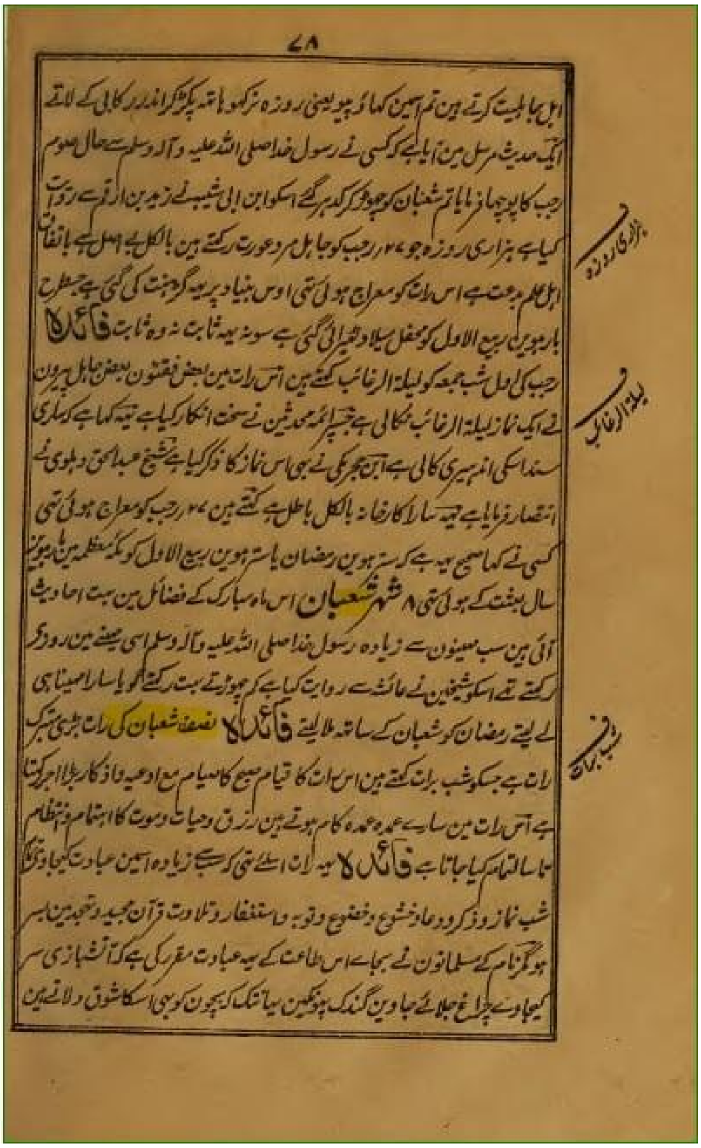
سوال: رمضان میں زید خشکی کے راستے جا رہا تھا۔ چار پانچ کوس تک ایسے پہاڑ پر ہو کر

(۸) اہل حدیث حضرات کی کشتی تھامنے والے عالم، نواب صدیق حسن خان صاحب (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

نصف شعبان کی رات بڑی متبرک ہے جس کو شب برات کہتے ہیں اس رات کا قیام صبح کا صیام مع ادعیہ واذکار بڑا اجر رکھتا ہے اس رات میں سارے عمدہ عمدہ کام ہوتے ہیں رزق وحیات وموت کا اہتمام وانتظام تا سال تمام (یعنی سارے سال کے امور مقرر) کیا جاتا ہے۔

یہ رات اس لیے تھی کہ سب سے زیادہ اس میں عبادت کی جاوے کہ تمام شب نماز وذکر ودعا خشوع وخضوع وتوبہ و استغفار وتلاوت قران وتہجد میں بسر ہو، مگر نام کے مسلمانوں نے بجائے اس اطاعت کے یہ عبادت مقرر کی ہے کہ آتش بازی سر کی جاوے، چراغ جلائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔(**زیادۃ الایمان باعمال الجنان: ص ۷۸**)،





۷۸

اہل جاہلیت کرتے ہیں تم اسمین کھاؤ پیو یعنی روزہ نہ رکھو ہاتھ پکڑکر اندر رکھالی کے لاتے
ایک حدیث مرسل میں آیا ہے کہ کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حال صوم
رجب کا پوچھا فرمایا تم شعبان کو چھوڑکر کدہر گئے اسکو ابن ابی شیبہ نے زید بن اسلم سے روایت
کیا ہے ہزاری روزہ جو ۲۷ رجب کو جاہل مرد عورت رکھتے ہیں بالکل بے اصل ہے باتفاق
اہل علم بدعت ہے اس رات کو معراج ہوئی تھی اوس بنیاد پر یہ گڑھت کی گئی ہے جس طرح
بارہویں ربیع الاول کو محفل میلاد ٹھیرائی گئی ہے سو نہ یہ ثابت نہ وہ ثابت فائدہ
رجب کی اول شب جمعہ کو لیلۃ الرغائب کہتے ہیں اس رات میں بعض نفسوں بعض جاہل پیرون
نے ایک نماز لیلۃ الرغائب نکالی ہے جس پر ائمہ محدثین نے سخت انکار کیا ہے یہ کہا ہے کہ ساری
سند اسکی اندھیری کالی ہے ابن حجر مکی نے بھی اس نماز کا ذکر کیا ہے شیخ عبدالحق دہلوی نے
انتصار فرمایا ہے یہ سارا کارخانہ بالکل باطل ہے کہتے ہیں ۲۷ رجب کو معراج ہوئی تھی
کسی نے کہا صحیح یہ ہے کہ ستر ہوین رمضان یا ستر ہوین ربیع الاول کو مکہ معظمہ میں بارہوین
سال بعثت کے ہوئی تھی ۸ شہر شعبان اس ماہ مبارک کے فضائل میں بہت احادیث
آئی ہیں سب مہینوں سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی مہینے میں روزہ
رکھتے تھے اسکو شیخین نے عائشہ سے روایت کیا ہے کہ چھوڑتے بہت رکھتے گویا سارا مہینا ہی
لے لیتے رمضان کو شعبان کے ساتھ ملا لیتے فائدہ نصف شعبان کی رات بڑی متبرک
رات ہے جسکو شب برات کہتے ہیں اس رات کا قیام صبح کا صیام مع ادعیہ و اذکار بڑا اجر رکھتا
ہے اس رات میں سارے عمدہ عمدہ کام ہوتے ہیں رزق و حیات و موت کا اہتمام و انتظام
تمام سال تمام کیا جاتا ہے فائدہ یہ رات اسلئے تھی کہ سب سے زیادہ اسمین عبادت کیجاوے ذکر
شب نماز و ذکر و دعا و خشوع و خضوع و توبہ و استغفار و تلاوت قرآن مجید و تہجد میں بسر
ہو مگر تمام کے مسلمانوں نے بجائے اس طاعت کے یہ عبادت مقرر کی ہے کہ آتشبازی سر
کیجاوے چراغ جلائے جاوین گندک پھونکیں سیانک کہ بچون کو بھی اسکا شوق دلاتے ہیں

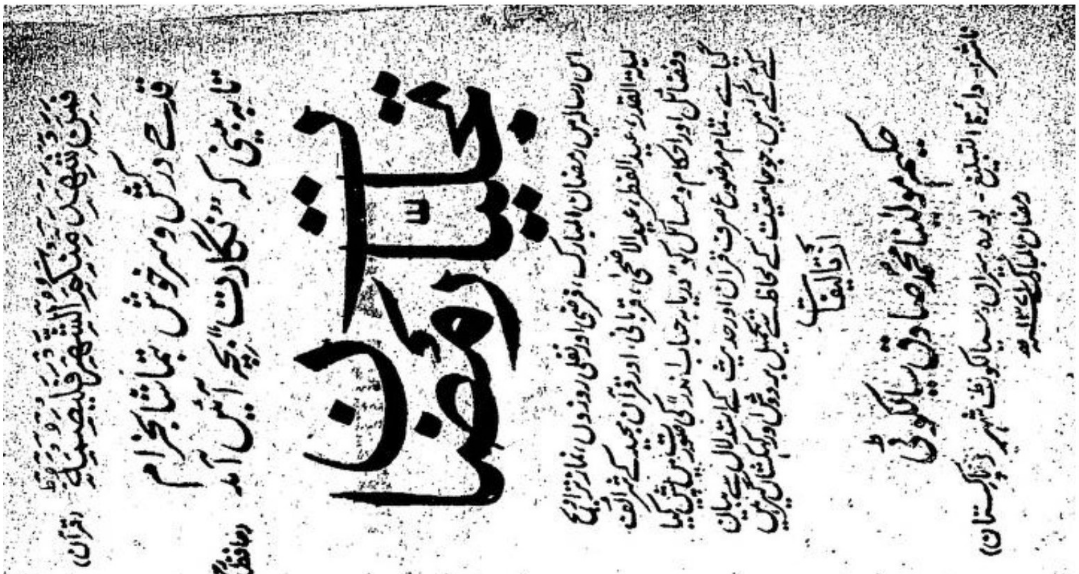
ہزاری روزہ
لیلۃ الرغائب
شب برات

(۹) مشہور اہل حدیث مصنف، مولانا محمد صادق سیالکوٹی صاحب کہتے ہیں:

شعبان کی پندرہویں تاریخ شب برات خدا کے نزدیک بہت بزرگ اور مرتبے والی ہے۔۔۔۔۔نصف شعبان کی رات، شبِ برات کہلاتی ہے، اس رات کی بندگی عبادت اور دعا واستغفار خدا کی جانب میں بہت مقبول اور ماجور ہے۔ چنانچہ آگے مولانا صادق سیالکوٹی صاحب نصف شعبان احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرتے ہیں اور

اس کے بعد کہتے ہیں:

شبِ برات کی بزرگی اور فضیلت آپ ملاحظہ فرما چکے کہ قبیلہ بنی کلب کی بھیڑوں کے بالوں سے زیادہ خطا کاروں اور گنہگاروں کو اس رات خدائے غفار بخشتا اور ان پر رحمت فرماتا ہے، اس رات قدوس لایزال آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے، اس کی رحمت کی گھٹائیں خوب برستی ہیں اور بخشش کے اتھاہ سمندر کی موجوں میں اضطراب ہوتا ہے ہر خاطی اور عاصی کے لیے مغفرت کی آغوش وا ہوتی ہے، حاجت روائیوں اور مشکل کشائیوں کے دروازے، خدا آپ کھولتا ہے، حدیث فوق الذکر میں آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سن چکے ہیں کہ خدا تعالی اس رات میں ہر حاجت مند محتاج کی حاجتوں اور احتیاجوں کا نام لے کر پکارتا ہے اور انہیں خبردار اور ہوشیار کر کے دامن حوائج پھیلانے کو کہتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا بندے سے خود پوچھتا ہے بتا تیری رضا کیا ہے۔ **(تجلیات رمضان: ص ۱۵۹)**،


فمن شهد منكم الشهر فليصمه (قرآن)

تجلیات رمضان

شعبان کی پندرھویں تاریخ (شب برات) خدا کے نزدیک بہت

۱۵۹

بزرگ اور مرتبہ والی ہے۔ اکثر لوگ اسے شب قدر کہتے ہیں — جو غلط اور بے خبری پر مبنی ہے۔ شب قدر رمضان کے اخیر عشرہ میں ہوتی ہے۔ جسے لیلۃ القدر بھی کہتے ہیں۔ اس کا حال آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ نصف شعبان کی رات شب برات کہلاتی ہے اس رات کی بندگی۔ عبادت اور دعا و استغفار خدا کی جناب میں بہت مقبول اور ماجور ہے۔ چنانچہ اکرم الاولین واکرم الآخرین، امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ابی جی خفی) ارشاد فرماتے ہیں۔

رجب اور رمضان کے درمیان ایک مہینہ (شعبان) آتا ہے کہ لوگ اسکی برکتوں سے تغافل برتتے ہیں اور اس مہینے میں خدا کے سامنے لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔" (نسائی شریف)

حضرت عائشہ رضؓ صدیقہ فرماتی ہیں۔ میں نے (اپنی باری کو) ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پہ نہ پایا۔ پھر میں نے آپ کو (تلاش کرتے کرتے) ناگہاں بقیع میں دیکھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ عائشہ رضؓ کیا تو اس بات سے ڈری تھی کہ تجھ پر اللہ اور اس کا رسولؐ (تیری باری کا حق مار کر) ظلم کرے۔ میں نے کہا۔ اے خدا کے رسولؐ! میں نے گمان کیا تھا کہ آپ (خدا کے حکم سے) اپنی کسی بیوی کے پاس گئے ہونگے پھر آپ نے فرمایا۔ عائشہ رضؓ! آج پندرھویں شب شعبان ہے (شب برات ہے) اللہ تعالیٰ اس (شب) میں

آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے (دریائے رحمت تلاطم خیز ہوتا ہے) اس رات کو وہ بنی کلب کے ریوڑ کے بالوں سے زیادہ (لوگوں کے) گنا بخشتا ہے۔ (عائشہ! اسلئے میں بستر چھوڑ کر یہاں علیحدہ عبادت کیلئے آگیا تھا۔ (ترمذی)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مسلمانو!) جب شعبان کی پندرھویں رات آئے اس رات میں نماز پڑھو۔ اور اس (کے پندرھویں دن) کا روزہ رکھ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں غروب آفتاب کے وقت آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔ (رحمت کی برکھا برستی ہے) پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ خبردار! ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ بخش دوں اس کو؟ خبردار! ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ رزق دوں اس کو؟ خبردار ہے کوئی گرفتار بلا کہ عافیت دوں اس کو؟ خبردار! ہے کوئی ایسا اور ایسا! (یعنی ایسی ایسی حاجتوں والا؟) فرماتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ طلوع فجر تک۔" (ابن ماجہ)

بتا تیری رضا کیا ہے؟ | شب برات کی بزرگی اور فضیلت آپ ملاحظہ فرما چکے کہ قبیلہ بنی کلب کی بھیڑوں کے بالوں سے زیادہ خطا کاروں اور گنہگاروں کو اس رات خدائے غفار بخشتا اور ان پر اپنی رحمت فرماتا ہے

۱۶۱

اس رات قدوس لایزال آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے۔ اس کی رحمت کی گھٹائیں خوب برستی ہیں۔ اور بخشش کے اتھاہ سمندر کی موجوں میں اضطراب ہوتا ہے۔ ہر خاطی اور عاصی کے لیئے مغفرت کی آغوش وا ہوتی ہے۔ حاجت روائیوں اور مشکل کشائیوں کے دروازے خدا آپ کھولتا ہے۔ حدیث فوق الذکر میں آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سن چکے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس رات میں ہر حاجتمند۔ محتاج کی حاجتوں اور احتیاجوں کا نام لے لے کر پکارتا ہے۔ اور انہیں خبردار اور ہوشیار کر کے دامن حوائج پھیلانے کو کہتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا بندے سے خود پوچھتا ہے:۔

بتا تیری رضا کیا ہے؟

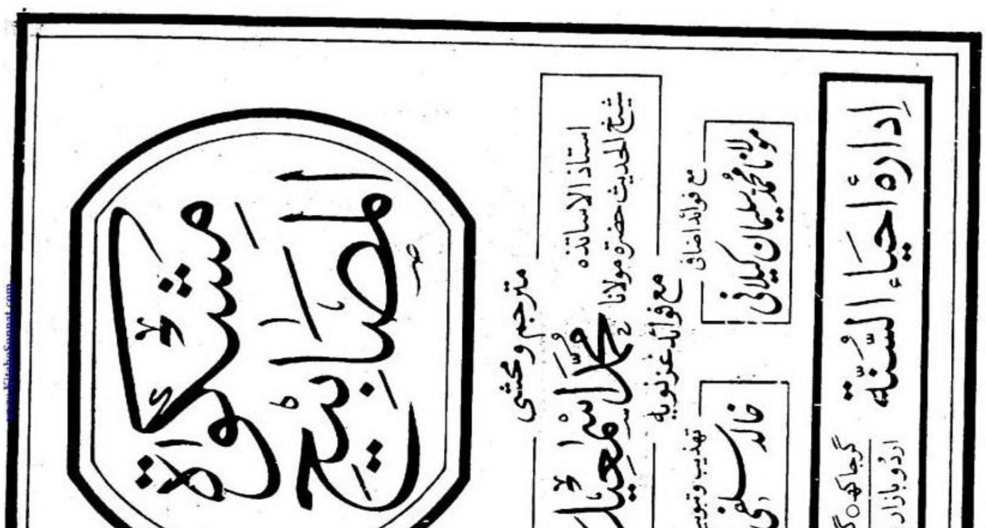
جب آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ شب برات کی اس قدر بزرگی اور فضیلت ہے۔ کہ خدا بندے سے خود ہم کلام ہوتا ہے۔ آپ باتیں کرتا ہے۔ دست طلب سے باب اجابت کو دستک دینے کا حکم کرتا ہے...... تو از راہ انصاف سوچیں اور توحید و رسالت کے اقرار کی ذمہ داریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جائزہ لیں کہ ـــــ کیا ہم رسمی ختموں کو پڑھوا کر، نان و حلوہ کے

(۱۰) اہل حدیث حضرات کے استاد اساتذہ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب، پندرہویں شعبان کی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

یہ حدیث ضعیف ہے اس کے کچھ اور ضعیف شواہد بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے اس رات کا کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔

نیز آگے کہتے ہیں: جس طرح سورج طلوع ہونے سے قبل روشنی نمودار ہونے لگتی ہے اسی طرح رمضان شریف کی آمد سے پہلے برکات کا نزول شروع ہوجاتا ہے اور وہ اسی رات سے شروع ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کو رمضان کی راتوں کے قیام کے باب میں بیان کردیا گیا ہے۔**(مشکاۃ المصابیح،مترجم ومحشی اسماعیل سلفی:ص ۸۱۲،۸۱۷)**،

لیجیے!ان کے نزدیک بھی پندرہویں شعبان کی رات کی اصل ہے،رحمت والی رات ہے، بلکہ اس رات میں مغفرت سے محروم لوگوں کی فہرست ذکر کرتے ہیں اور اس رات میں سلف سے منقول،خصوصی طور پر دعاء کرنے کے بھی قائل ہیں۔



۱۲۲۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ أَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهٗ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ رَزِيْنٌ مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَعْنِي الْبُخَارِيَّ يُضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ۔

۱۲۲۶ - وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۲۲۵ - حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ میں نے ایک رات آنحضرت کو بستر سے گم پایا۔ اب اچانک بقیع (قبرستان کا نام) میں تشریف لے گئے آپ نے فرمایا۔ تمہیں خطرہ تھا۔ کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھے خیال ہوا۔ کہ آپ اپنی بعض دوسری ازواج کے پاس تشریف لے گئے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں۔ اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو معاف فرما دیتے ہیں (ترمذی۔ ابن ماجہ) رزین نے زیادہ فرمایا۔ ان لوگوں کو معاف فرماتے ہیں جو آگ کے مستحق ہیں[1]۔ ترمذی فرماتے ہیں امام بخاری اس حدیث کو ضعیف فرماتے تھے۔

۱۲۲۶ - زیدؓ بن ثابت سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ فرضی نماز کے سوا۔ نوافل گھر میں پڑھنا مسجد نبوی میں ادا ہونے سے بھی افضل ہیں[2]۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

---

[1] **نصف شعبان کی فضیلت کی حدیث**:۔ اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ یحییٰ بن ابی کثیر نے عروہ سے نہیں سنا اور حجاج بن ارطاۃ نے یحییٰ سے نہیں سنا۔ یہ حدیث ضعیف ہے اس کے کچھ اور ضعیف شواہد بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کا کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ بنو کلب عرب کا ایک قبیلہ ہے جو بکریاں پالنے میں مشہور ہے اور جنت البقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے۔ جس طرح سورج طلوع ہونے سے قبل روشنی نمودار ہونے لگتی ہے۔ اسی طرح رمضان شریف کی آمد سے پہلے برکات کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور وہ اسی رات سے شروع ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو رمضان کی راتوں کے قیام کے باب میں بیان کیا گیا ہے۔

[2] **نفل گھر میں مسجد نبوی سے بھی افضل ہیں**:۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا اور ترمذی نے حسن اور عراقی (باقی اگلے صفحہ پر)

اللهَ تَعَالٰى لَيَطَّلِعُ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ اِلَّا اثْنَيْنِ مُشَاحِنٌ وَقَاتِلُ نَفْسٍ۔

۱۲۳۳ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا يَوْمَهَا فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مُبْتَلًى فَاُعَافِيَهٗ اَلَا كَذَا اَلَا كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

مشرک کے سواسب کو معاف فرماتے ہیں۔ (ابن ماجہ۔ ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے اس میں کینہ[1] ور اور قاتل کا ذکر فرمایا۔

۱۲۳۳ - حضرت علی فرماتے ہیں۔ جب نصف شعبان کی رات ہو تو رات کو قیام کرو۔ دن کو روزہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی آسمان دنیا پہ نازل ہوتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کوئی بخشش مانگنے والا ہے جسے میں معاف کر دوں۔ کوئی رزق کا خواہشمند ہے۔ میں اسے رزق دوں۔ کوئی بیمار ہے میں اسے صحت بخشوں اور طلوع فجر تک مختلف حاجتمندوں[2] پر نوازش فرماتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

[1] نصف شعبان کو بخشش سے محروم کون ہیں:۔ اس کی سند میں ولید بن مسلم مدلس ہے جو عنعنہ سے روایت کرتا ہے علاوہ ازیں عبداللہ بن لہیعہ سے روایت کرتا ہے وہ صدوق تو ہے لیکن آخر عمر میں اس کا حافظہ اچھا نہ رہا تھا اور اگلی حضرت علی کی حدیث کی سند میں ابوبکر بن عبداللہ بن محمد ہے امام احمد اور ابن معین کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں وضع کیا کرتا تھا۔ اور ابوموسیٰ کی روایت میں جو ہے کہ اس رات میں مشرک[1] اور کینہ[2] ور کی بخشش نہیں ہوتی تو دوسری حدیثوں کو ساتھ ملانے سے مندرجہ ذیل اشخاص کی بخشش بھی نہیں ہوتی۔ قاتل نفس[3] تہبند[4] کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر رکھنے والا۔ ہمیشہ شراب[5] میں مست رہنے والا۔ عشر[6] لینے والا۔ جادو[7] گر۔ کاہن[8]۔ گانے بجانے کے پیسے والا (اشعۃ اللمعات)

[2] نصف شعبان کو پڑھنے کی دعائیں:۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ اس رات میں یہ دعا بہت پڑھا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا اور حضرت عمر فاروق اور عبداللہ بن عباس سے یہ دعا بھی آئی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا اَشْقِيَآءَ فَامْحُهٗ وَاكْتُبْنَا سُعَدَآءَ وَاِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا سُعَدَآءَ فَاَثْبِتْنَا فَاِنَّكَ تَمْحُوْا مَنْ تَشَآءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَكَ اُمُّ الْكِتَابِ

(۱۱) مشہور سلفی، شیخ علامہ ناصر الدین البانیؒ (م ۱۴۲۰ھ)، نصف شعبان کی حدیث کے بارے میں فیصلہ فرماتے ہیں: کہ

وجملة القول أن الحديث بمجموع هذه الطرق صحيح بلا ريب والصحة تثبت بأقل منها عددا ما دامت سالمة من الضعف الشديد كما هو الشأن في هذا الحديث۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے اِن تمام طرق کے مجموعہ کے اعتبار سے بلا کسی شک کے صحیح ہے، بلکہ صحت تو اس سے بھی کم تعدادِ طرق سے ثابت ہوجاتی ہے، جب تک وہ شدید ضعف سے محفوظ ہوں، جیسا کہ اس [شعبان والی] حدیث کا حال ہے۔(**سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ج ۳: ص ۱۳۸-۱۳۹**)،

(۱۲) نیز ان کی تائید، ان کے شاگرد، ناشر کتب الالبانی، شیخ ابوعبیدۃ، مشہور بن الحسن ال سلمان حفظہ اللہ نے بھی کی ہے۔

چنانچہ وہ بھی کہتے ہیں:

وجملة القول أن الحديث بمجموع هذه الطرق صحيح بلا ريب والصحة تثبت بأقل منها عددا ما دامت سالمة من الضعف الشديد كما هو الشأن في هذا الحديث۔(الحسن البيان فيما ورد في ليلة النصف من شعبان: ص ۳۱)،

ایک اور جگہ کہا: ''**والثابت فی هذه الليلة حديث واحد له الفاظ متعددة**''۔(**ایضاً: ص ۱۴**)،

(۱۳) بلکہ شبِ برات کے روزے کے بارے میں اہل حدیث مجتہد، مولانا عبداللہ روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) نے کہا:

شب برات کا روزہ رکھنا افضل ہے، چنانچہ مشکاۃ وغیرہ میں حدیث موجود ہے، اگرچہ حدیث ضعیف ہے، لیکن فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل درست ہے۔(**فتاوی اہل حدیث: ج ۲: ص ۵۵۴**)،

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

فتاویٰ اہلحدیث

جلد دوم

از

مجتہد العصر حافظ عبد اللہ محدث روپڑی

المتوفیٰ

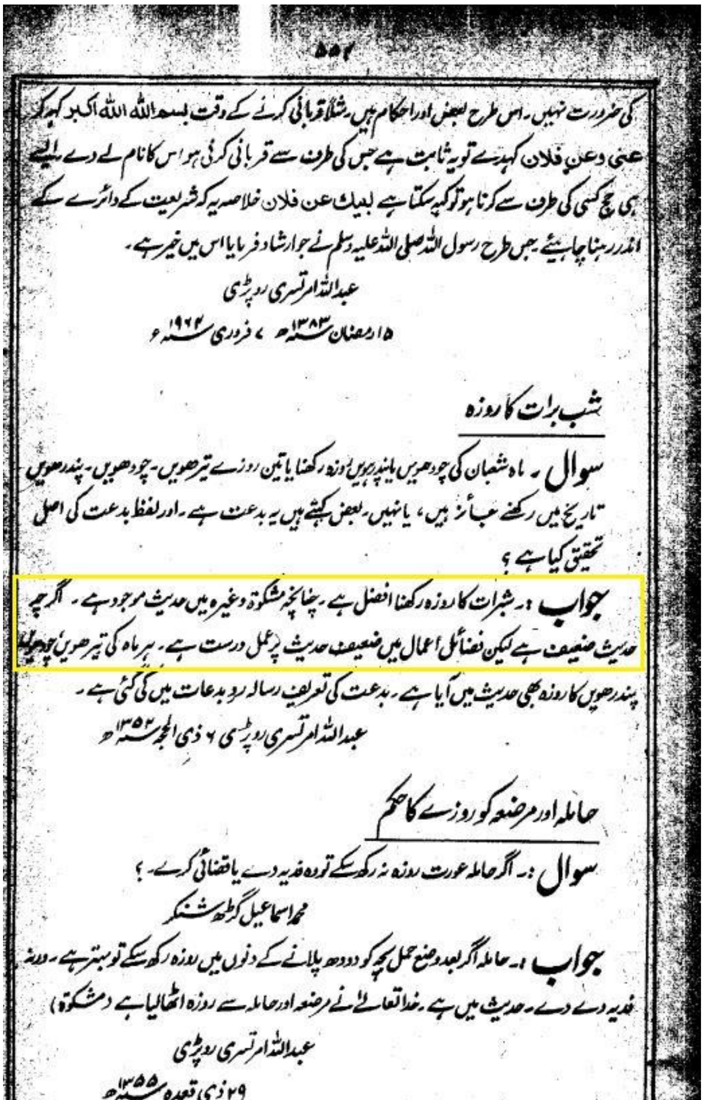
۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۴ھ ○ ۲۰ اگست سنہ ۱۹۶۴ء

شائع کردہ

ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ

ڈی بلاک سیٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا

(پاکستان)



۵۵۲

کی ضرورت نہیں۔ اس طرح بعض اور احکام ہیں، مثلاً قربانی کرنے کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر عنی وعن فلاں کہدے تو یہ ثابت ہے جس کی طرف سے قربانی کرنی ہو اس کا نام لے دے ایسے ہی حج کسی کی طرف سے کرنا ہو تو کہہ سکتا ہے لبیک عن فلاں خلاصہ یہ کہ شریعت کے دائرے کے اندر رہنا چاہیئے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا اس میں خیر ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

۱۵ رمضان ۱۳۸۳ھ، ۷ فروری ۱۹۶۴ء

شب برات کا روزہ

سوال ۔ ماہ شعبان کی چودھویں یا پندرہویں روزہ رکھنا یا تین روزے تیرھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں تاریخ میں رکھنے جائز ہیں، یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ بدعت ہے۔ اور لفظ بدعت کی اصل تحقیق کیا ہے؟

جواب :۔ شبرات کا روزہ رکھنا افضل ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ میں حدیث موجود ہے۔ اگرچہ حدیث ضعیف ہے لیکن فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل درست ہے۔ ہر ماہ کی تیرھویں چودھویں پندرھویں کا روزہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ بدعت کی تعریف رسالہ رد بدعات میں کی گئی ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ

حاملہ اور مرضعہ کو روزے کا حکم

سوال :۔ اگر حاملہ عورت روزہ نہ رکھ سکے تو وہ فدیہ دے یا قضائی کرے۔؟

محمد اسماعیل گڑھ شنکر

جواب :۔ حاملہ اگر بعد وضع حمل بچہ کو دودھ پلانے کے دنوں میں روزہ رکھ سکے تو بہتر ہے۔ ورنہ فدیہ دے دے۔ حدیث میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مرضعہ اور حاملہ سے روزہ اٹھالیا ہے (مشکوٰۃ)

عبداللہ امرتسری روپڑی

۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ

پس! ان فتاوی کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اہل حدیث حضرات ہوش کے ناخن لے اور اس اجتہادی مسئلے کو حق اور باطل کا مسئلہ نہ بنائیں اور شب برات کی رات میں عبادت کرنے والوں کو بدعتی کہہ کر اپنے علماء کو بدعتی نہ قرار دیں۔

خیر القرون اور ایک ہزار صدی کے ائمہ وعلماء کے نزدیک، شب برات کی فضیلت ثابت ہے۔

- مولانا عبد الرحیم قاسمی
- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

نصفِ شعبان کی فضلیت پر صحیح احادیث موجود ہے، جس کی تفصیل **مجلہ الاجماع: ش ۱۳: ص ۱**، پر دیکھی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ، ایک ہزار صدی کے ائمہ وعلماء کے نزدیک بھی، شب برات کی فضیلت ثابت ہے اور وہ، اس میں عبادت اور اس کی احادیث کی تصحیح وتحسین کے قائل ہیں، ترتیب وار، ہر صدی کے علماء کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

پہلی صدی کے علماء:

- ثقہ، امام عطاء بن یسار الہلالیؒ (م ۹۴ھ) نے کہا:

ما من ليلة بعد ليلة القدر أفضل منها ,يعني ليلة النصف من شعبان ينزل الله تبارك وتعالى إلى سماء الدنيا فيغفر إلا لمشرك أو مشاحن أو قاطع رحم، شبِ قدر کی رات کے بعد، شعبان کی پندرھویں رات سے کوئی افضل نہیں، اس رات اللہ تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہیں اور (سب کی) مغفرت فرمادیتے ہے، سوائے مشرک کے، یا کینہ رکھنے والے کے، یا رشتہ توڑنے والے کے۔ (**کتاب سعید بن منصور** بحوالہ لطائف المعارف[۱]):

[۱] حافظ ابن رجبؒ (م ۷۹۵ھ) نے کہا: ''**وروى سعيد بن منصور حدثنا أبو معشر عن أبي حازم ومحمد بن قيس عن عطاء بن يسار قال: ما من ليلة بعد ليلة القدر أفضل من ليلة النصف من شعبان ينزل الله تبارك وتعالى إلى السماء الدنيا فيغفر لعباده كلهم إلا لمشرك أو مشاحن او قاطع رحم**''۔ (لطائف المعارف: ص ۱۳۸)،

ص۱۳۸، نیز دیکھئے شرح اعتقاد اصول اهل السنة للالکائی: ج۳: ص۴۹۹، رقم ۷۶۹، سمط النجوم اللآلی بتراجم رجال اللالکائی: ص۲۰۸)۔

- امام المفسرین، حضرت عبداللہ بن عباسؓ (م۶۹ھ) کہتے ہیں کہ "أن الله عز وجل يقضي الأقضية في ليلة النصف من شعبان ويسلمها إلى أربابها في ليلة القدر"۔

بے شک اللہ عزوجل شعبان کی پندرھویں رات فیصلے (تقدیری امور) طے فرماتا ہے، اور انہیں لیلۃ القدر میں ان کے ذمہ داروں (فرشتوں) کے حوالے کردیتا ہے۔ (تفسیر البغوی: ج۷: ص۲۲۸، طبع دار طيبة)۔

* ایک اور روایت میں:

"وكان ابن عباس رضي الله تعالى عنهما يسميها ليلة التعظيم وليلة النصف من شعبان ليلة البراءة وليلتي العيدين ليلة الجائزة"، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، شعبان کی پندرھویں رات کو "ليلةُ التعظيم"، اور "ليلةُ البراءة" کہتے، جبکہ دونوں عیدوں کی راتوں کو "ليلةُ الجائزة" کہتے تھے۔ (تفسیر العز بن عبد السلام: ج۳: ص۱۷۳)۔

<u>نوٹ:</u>

یہ قول، صاحب التفسیر، امام ضحاک بن مزاحم الہلالیؒ (م بعد ۱۰۰ھ) کے طریق سے مروی ہے۔ (التوضیح لابن الملقن: ج۱۳: ص۵۷۲)۔

- حضرت علی بن ابی طالبؓ (م۴۰ھ) نے کہا: "يعجبني أن يفرغ الرجل نفسه في أربع ليال: ليلة

اس سند میں ابومعشر، نجیح بن عبدالرحمٰن السندیؒ (م۱۷۰ھ) ضعیف ہے، مگر امام الجرح والتعدیل، امام یحیی بن معینؒ (م۲۳۳ھ) نے کہا: "يكتب رقاق الحديث مِن حديثه"۔ (تہذیب الکمال: ج۲۹: ص۳۲۷)، لہذا یہاں، ان کی روایت کا اعتبار ہوگا۔

الفطر، وليلة الأضحى، وليلة النصف من شعبان وأول ليلة من رجب''۔

مجھے یہ پسند ہے کہ آدمی چار راتوں میں اپنے آپ کو (عبادت کے لیے) فارغ کر لے: عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، شعبان کی پندرھویں رات، اور رجب کی پہلی رات۔ (**التبصرة لابن الجوزی: ج۲: ص۲۰**)،

- ثقہ، حجت، امام ابو ادریس الخولانیؒ (م۸۰ھ) نے کہا:

''إن الله عز وجل يهبط ليلة النصف إلى السماء الدنيا فيغفر لكل مسلم إلا رجلا بينه وبين أخيه شحناء''۔

بے شک اللہ عز وجل شعبان کی پندرھویں رات آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے، اور ہر مسلمان کی مغفرت فرما دیتا ہے، سوائے اُس شخص کے جس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کینہ اور عداوت ہو۔ (**کتاب النزول للدارقطنی: ص۱۶۷، ورجاله ثقات**)،

- ثقہ، حافظ، امام کثیر بن مرۃؒ (م قبل ۹۰ھ) نے کہا:

''أن الله يطلع ليلة النصف من شعبان إلى العباد، فيغفر لأهل الأرض إلا رجلا مشركا أو مشاحنا''۔

بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات بندوں کی طرف توجہ فرماتا ہے، اور اہلِ زمین سب کی مغفرت فرما دیتا ہے، سوائے مشرک کے یا کینہ رکھنے والے کے۔ (**مصنف عبد الرزاق: ج۴: ص۳۱۶، ورجاله ثقات**)،

- حضرت عمر بن عبد العزیزؒ (م ۱۰۱ھ) نے اپنے عامل، عدی بن ارطاۃؒ سے کہا:

''كتب عمر بن عبد العزيز إلى عدي بن أرطأة وهو عامله على البصرة: أن عليك بأربع ليال من السنة، فإن الله -عز وجل- يفرغ فيهن الرحمة إفراغا، أول ليلة من رجب، وليلة النصف من شعبان، وليلة

الفطر، وليلة الأضحى''۔

تم سال کی چار راتوں کو لازم پکڑو، کیونکہ اللہ عزوجل ان راتوں میں رحمت کو خوب کھول کر نازل فرماتا ہے: رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرھویں رات، عیدالفطر کی رات، اور عیدالاضحیٰ کی رات ۔(**الترغیب والترہیب لقوام السنۃ: ج۲: ص ۳۹۳**)، [۱]

دوسری صدی کے علماء:

- مشہور مفسر، امام عکرمہ مولی ابن عباسؓ (م ۱۰۴ھ) نے کہا:

''في ليلة النصف من شعبان يبرم أمر السنة، وينسخ الأحياء من الأموات، ويكتب الحاج فلا يزاد فيهم لا ينقص منهم أحد''۔

شعبان کی پندرھویں رات میں سال بھر کے معاملات طے کیے جاتے ہیں، زندہ لوگوں کو مردوں سے جدا (یعنی شمار) کیا جاتا ہے، اور حج کرنے والوں کے نام لکھ دیے جاتے ہیں، پھر نہ ان میں کسی کا اضافہ کیا جاتا ہے اور نہ کسی میں کمی کی جاتی ہے۔(**تفسیر ابن ابی حاتم الرازی: ج۱۰: ص ۳۲۸۷**)،

* لطائف المعارف لابن رجب میں ہے:

''كان التابعون من أهل الشام كخالد بن معدان ومكحول ولقمان بن عامر وغيرهم يعظمونها ويجتهدون فيها في العبادة''۔

---

[۱] اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ الترغیب والترہیب کے مطبوعہ نسخہ میں کاتب کی غلطی کی وجہ سے، عبداللہ بن ابی سنان کے بجائے، عبداللہ بن ابی سباق آ گیا ہے، جب کہ صحیح عبداللہ بن ابی سنانؒ ہے، جیسا کہ **غنیۃ الملتمس للخطیب: ص ۲۳۹**، پر موجود ہے، مگر ان کی توثیق نہیں مل سکی۔

البتہ چونکہ یہاں فضائل کا معاملہ ہے، اس لحاظ سے، یہ ضعف قابل تحمل ہے، واللہ اعلم۔

شعبان کی پندرھویں رات کو، اہلِ شام کے تابعین،

- خالد بن معدانؒ (م ۱۰۳ھ)، [۱]
- مکحولؒ (م ۱۱۹ھ)، [۲]
- لقمان بن عامرؒ (م قبل ۱۲۰ھ) وغیرہ حضرات بہت عظمت دیتے تھے اور اس رات عبادت میں خاص محنت کرتے تھے۔ (ص ۱۳۷)،

* بلکہ ایک اور جگہ تفصیل سے ہے: کہ

''**كان خالد بن معدان ولقمان بن عامر وغيرهما يلبسون فيها أحسن ثيابهم ويتبخرون**

---

[۱] ایک روایت میں خود خالد بن معدانؒ (م ۱۰۳ھ) نے کہا: ''**خمس ليال في السنة من واظب عليهن رجاء ثوابهن وتصديقا بوعدهن أدخله الله الجنة ۔۔۔ وليلة النصف من شعبان يقوم ليلها ويصوم نهارها**''، سال میں پانچ راتیں ایسی ہیں کہ جو شخص ان راتوں میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے اور ان کے بارے میں کیے گئے وعدے پر یقین کے ساتھ عبادت میں مشغول رہے، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا ۔۔۔ اور ان میں شعبان کی پندرہویں رات بھی ہے: لہذا اس کی رات میں عبادت کی جائے اور اس کے دن میں روزہ رکھا جائے ۔۔ (**فضائل رجب للخلال: ص ۷۵، رقم ۱۷**، نیز دیکھئے ص)،

[۲] ایک اور روایت میں ثقہ، امام مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) نے کہا: ''**يطلع الله تبارك وتعالى على خلقه ليلة النصف من شعبان فيغفر للمستغفرين ويتوب على التائبين ويدع أهل الحقد بحقدهم, فيغفر إلا لمشرك أو مشاحن**''، اللہ تبارک وتعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات اپنی مخلوق پر نظرِ رحمت فرماتا ہے، پس جو مغفرت مانگنے والے ہوں، اُن کی مغفرت فرما دیتا ہے، اور جو توبہ کرنے والے ہوں اُن کی توبہ قبول فرما لیتا ہے، اور کینہ رکھنے والوں کو اُن کے کینے ہی پر چھوڑ دیتا ہے؛ چنانچہ (اس رات) مشرک اور کینہ رکھنے والے کے سوا سب کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (**شرح اعتقاد اصول اہل السنۃ: ج ۳: ص ۵۰۰، رقم ۲۷۷، ورجاله ثقات**)،

ویکتحلون ویقومون في المسجد لیلتھم تلك''۔

خالد بن معدانؒ (م ۱۰۳ھ)، لقمان بن عامرؒ (م قبل ۱۲۰ھ) اور دیگر حضرات اس رات بہترین لباس پہنتے، خوشبو لگاتے، سرمہ ڈالتے اور پوری رات مسجد میں عبادت میں فرماتے رہتے تھے۔ (**لطائف المعارف: ص ۱۳۷**)۔

- امام فضیل بن فضالۃ الہوزنیؒ (م قبل ۱۰۰ھ) نے کہا:

''**إن الله یھبط إلی سماء الدنیا لیلة النصف من شعبان فیعطي رغابا ویفك رقابا ویفخم عقابا**''۔

بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے، پس بہت سی [رحمتیں اور انعامات] عطاء فرماتا ہے، اور بہت سے لوگوں کی گردنیں [جہنم سے]، آزاد فرما دیتا ہے، اور (کچھ لوگوں کے لیے) سزا کو سخت کر دیتا ہے۔ (**شرح اعتقاد اصول اہل السنۃ: ج ۳: ص ۵۰۱، رقم ۷۷۳**، ورجالہ ثقات)۔

- امام اہل شام، ثقہ، فقیہ، جلیل، امام الاوزاعیؒ (م ۱۵۷ھ) بھی نصف شعبان کی فضیلت کے قائل ہیں، [۱] البتہ وہ اس رات میں اجتماعی طور پر، عبادت کے قائل نہیں ہیں، چنانچہ حافظ ابن رجبؒ (م ۷۹۵ھ) نے کہا: ''**والثاني: أنه یکرہ الإجتماع فیھا في المساجد للصلاۃ والقصص والدعاء ولا یکرہ أن یصلي الرجل فیھا لخاصة نفسه وھذا قول الأوزاعي إمام أھل الشام وفقیھھم وعالمھم وھذا ھو الأقرب إن شاء الله تعالی**''۔ (**لطائف المعارف: ص ۱۳۷**)۔

- ثقہ، محدث عباد بن عوامؒ (م ۱۸۵ھ) نے

---

[۱] مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام عبد الرحمٰن بن عمرو الاوزاعیؒ (م ۱۵۷ھ) نے نصفِ شعبان کی روایت کو نقل کیا اور انہوں نے اس کی شرح بھی فرمائی ہے۔ (**صحیح ابن حبان: ج ۱۲: ص ۴۸۱، حدیث نمبر ۵۶۶۵، مسند الامام اسحاق بن راہویہ: ج ۳: ص ۹۸۱**، ت البلوشی)۔

- ثقہ، حافظ، امام شریک بن عبداللہ النخعیؒ (م ۱۷۸ھ) سے پوچھا: ''قدم علینا شریك فسألناه عن الحدیث، إن الله ینزل لیلة النصف من شعبان قلنا: إن قوما ینكرون ھذه الأحادیث''، حدیث ''بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات نزول فرماتا ہے'' کا کچھ لوگ ان احادیث کا انکار کرتے ہیں؟؟

پھر شریکؒ نے ان سے پوچھا: ''فما یقولون''، وہ کیا کہتے ہیں؟

عبادؒ نے کہا: ''یطعنون فیھا''، وہ ان پر طعن کرتے ہیں (انہیں مشکوک ٹھہراتے ہیں)۔

پھر شریکؒ نے کہا: ''إن الذین جاءوا بھذه الأحادیث ھم الذین جاءوا بالقرآن وبأن الصلوات خمس وبحج البیت وبصوم رمضان فما نعرف الله إلا بھذه الأحادیث''، جن لوگوں نے یہ احادیث ہم تک پہنچائیں، وہی لوگ قرآن بھی لائے، اور یہی بتلایا کہ نمازیں پانچ ہیں، اور بیت اللہ کا حج فرض ہے، اور رمضان کے روزے [بھی فرض] ہیں؛ پس ہم اللہ کو انہی احادیث کے ذریعے پہچانتے ہیں۔

اس روایت کا سیاق وسباق، اس پر دال ہے کہ عباد بن عوامؒ (م ۱۸۵ھ) اور امام شریک بن عبداللہ النخعیؒ (م ۱۷۸ھ)، دونوں ہی، اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں، واللہ اعلم۔

تیسری صدی کے علماء:

- امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (م ۲۰۴ھ) نے کہا:

''وبلغنا أنه كان یقال: إن الدعاء یستجاب في خمس لیال في لیلة الجمعة، ولیلة الأضحی، ولیلة الفطر، وأول لیلة من رجب، ولیلة النصف من شعبان''۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ: دعا پانچ راتوں میں قبول ہوتی ہے جمعہ کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، عید الفطر کی رات، رجب کی پہلی رات، اور شعبان کی پندرھویں رات۔ (کتاب الام للشافعی: ج۱: ص ۲۶۴)،

* اور آگے کہا: ''وأنا أستحب كل ما حكیت في ھذه اللیالي من غیر أن یكون فرضا''۔

اور میں ان تمام [نیک] اعمال کو، جو ان [تمام] راتوں کے بارے میں بیان کیے گئے ہیں، مستحب سمجھتا ہوں،

البتہ انہیں فرض نہیں قرار دیتا۔(**ایضا**)۔

- ثقہ، حافظ، مجتہد، امام اسحاق بن راہویہؒ(م**۲۳۸ھ**) نے تو یہاں تک کہا:

''یستحب إحیاؤها جماعة في المساجد وقال في قیامها في المساجد جماعة: لیس ببدعة''۔

کہ شعبان کی پندرھویں رات کو جماعت کے ساتھ عبادت کرنا مستحب ہے، بدعت نہیں۔(**مسائل حرب الکرمانی** بحوالہ لطائف المعارف: ص ۱۳۷)۔

- امام احمد بن حنبلؒ(م**۲۴۱ھ**) بھی اس رات کی فضیلت کے قائل ہیں۔(**دیکھئے ص**)، اور انہوں نے نصفِ شعبان کی حدیث کی تفسیر بھی فرمائی ہے۔(**کتاب الدعاء للطبرانی: ج۱: ص۱۹۵**)۔

خیر القرون اور اس کے بعد میں اہل مکہ کا عمل:

- صدوق، امام ابوعبداللہ، محمد بن اسحاق المکی الفاکہیؒ(م**۲۷۲ھ**) نے کہا:

''وأهل مكة فیما مضی إلی الیوم إذا كان لیلة النصف من شعبان، خرج عامة الرجال والنساء إلی المسجد، فصلوا، وطافوا، وأحیوا لیلتهم حتی الصباح بالقراءة في المسجد الحرام، حتی یختموا القرآن كله، ویصلوا''۔

اور اہلِ مکہ قدیم زمانے سے لے کر آج تک جب شعبان کی پندرھویں رات آتی ہے، تو عام طور پر مرد و عورت مسجدِ حرام کی طرف نکلتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، طواف کرتے ہیں، اور مسجدِ حرام میں تلاوت کے ذریعہ، پوری رات صبح تک عبادت میں گزارتے ہیں، یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کر لیتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔(**اخبار مکۃ: ج۳: ص ۶۴**)۔

- امام ابن ماجہؒ(م**۲۷۳ھ**) نے اپنی سنن میں باب باندھا: **''باب ما جاء في لیلة النصف من شعبان''۔**

(سنن ابن ماجہ: ج ۲: ص ۳۹۹، ت الارنؤوط)،

- امام ابوعیسی الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) نے بھی باب باندھا: ''باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان''۔
(سنن الترمذی: ج ۳: ص ۱۰۷)،

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوعبداللہ، محمد بن یزید القزوینیؒ (م ۲۷۳ھ) اور امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) فضائل شبِ برات کے قائل ہیں، واللہ اعلم

- صاحب العلل، حافظ، امام ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) نے نصف شعبان کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے، چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

''فجلالة أبي بكر تحسنه''۔ (مسند البزار: ج ۱: ص ۲۰۶)،

<u>چوتھی صدی کے علماء:</u>

- مشہور ثقہ، حافظ، فقیہ، امام ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے بھی اپنی صحیح میں باب باندھا: ''ذکر مغفرة الله جل وعلا في ليلة النصف من شعبان لمن شاء من خلقه إلا من أشرك به أو كان بينه وبين أخيه شحناء''۔

نصفِ شعبان کی رات میں اللہ جلّ وعلا کی طرف سے اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے مغفرت کیے جانے کا بیان، سوائے اس شخص کے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہو، یا جس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کینہ اور بغض ہو۔ (صحیح ابن حبان: ج ۱۲: ص ۴۸۱، ت الارنؤوط)،

یعنی معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک، نصف شعبان والی روایت صحیح ہے اور وہ اس کی فضیلت کے بھی قائل ہیں، والحمدللہ۔

- مشہور زاہد، فقیہ ابوطالب المکیؒ (م ۳۸۵ھ) نے ''في ذكر أحياء الليالي المرجوّ فيها الفضل

المستحب إحياؤها ''،[ان راتوں کے بیان میں جن کے بارے میں فضیلت کی امید کی جاتی ہے اور جنہیں عبادت کے ساتھ زندہ رکھنا مستحب ہے] میں شعبان کی پندرھویں رات کو شمار کیا ہے۔(**قوت القلوب: ج۱:ص ۱۱۴**)،

<u>**پانچویں صدی کے علماء:**</u>

- قاضی ابوعلی، محمد بن احمد الہاشمی البغدادیؒ (م ۴۲۸ھ) نے کہا:

''**من أحيا ليلتي العيدين لم يمت قلبه يوم تموت القلوب. وفي قيام أول ليلة من رجب, و ليلة النصف من شعبان, و ليلة عاشوراء فضل عظيم**''۔

جس شخص نے دونوں عیدوں کی راتوں کو عبادت کے ساتھ زندہ رکھا، اس کا دل اُس دن مردہ نہ ہوگا جس دن دل مر جائیں گے۔ اور رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرھویں رات، اور عاشوراء کی رات کو عبادت کے ساتھ گزارنے میں بہت بڑی فضیلت ہے۔(**الارشاد الی سبیل الرشاد: ص ۵۲۵**)،

- مشہور ثبت، حافظ الحدیث، امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے اپنی کئی کتابوں باب باندھا:

''**باب في فضل ليلة النصف من شعبان**''۔(**فضائل الاوقات للبیہقی: ص ۱۱۸**)،

''**ما جاء في ليلة النصف من شعبان**''۔(**شعب الایمان: ج ۵: ص ۳۵۴**)،

بلکہ بعض نصفِ شعبان کے طریق کو ''**مرسل جيد**'' بھی کہا ہے۔(**شعب: ج ۵: ص ۳۵۹، نیز دیکھئے ص ۳۶۱**)،

اور کہا: ''**في هذا الإسناد بعض من يجهل و كذلك فيما قبله, <u>و إذا انضم أحدهما إلى الآخر أخذا بعض القوة و الله أعلم</u>**''۔(**الدعوات الکبیر: ج ۲: ص ۱۴۷**)،

بلکہ انہوں نے لیلۃ البراۃ میں دعاء کے سلسلے میں باب باندھا ہے: کہ ''**باب القول و الدعاء ليلة البراءة**''۔ (**الدعوات الکبیر: ج ۲: ص ۱۴۵**)،

<u>**چھٹوی صدی کے علماء:**</u>

- حجت الاسلام، امام ابو حامد الغزالیؒ (م ۵۰۵ھ) بھی شعبان کی پندرھویں رات میں عبادت کو مستحب کہتے ہیں۔(**احیاء علوم الدین: ج۱: ص۳۶۱**)۔

- فقیہ، امام احمد بن محمد بن سعید الغزنویؒ (م ۵۹۳ھ) نے کہا:

''الأوقات الشريفة كليلة القدر و ليلة النصف من شعبان و ليلتي العيد''۔

افضل اوقات، مثلاً لیلۃ القدر، پندرھویں شعبان اور دونوں عیدین کی رات۔(**الحاوی القدسی بحوالہ البحر الرائق: ج۲: ص۵۶**)۔

- مشہور حافظ الحدیث، امام اہل حدیث فی عصرہ، امام ابو القاسم ابن عساکر الدمشقیؒ (م ۵۷۱ھ)، **''و كان يحيى ليلة النصف و العيدين بالصلاة و الذكر''**، نوافل اور اذکار کی کثرت کرنے والے تھے، <u>**نصفِ شعبان کی رات**</u> اور دونوں عیدوں کی راتیں نماز اور تسبیح کے ساتھ، پوری رات عبادت کرتے تھے۔(**تاریخ الاسلام: ج۱۲: ص۴۹۷**)۔

- مشہور حافظ الحدیث، محدث، شیخ السنۃ، امام ابو موسی المدینیؒ (م ۵۸۱ھ) نے کہا:

''غير أن تخصيص ذكر النزول في هذه الليلة يقتضي تأكيداً، إمَّا في تكثير الرحمة كما تقدَّم، أو زيادة زمانه''۔

البتہ [احادیث نزول کے مضمون میں] اس رات (یعنی نصفِ شعبان) میں نزول کا خاص طور پر ذکر کیا جانا، کسی اضافی تاکید کا تقاضا کرتا ہے؛ یا تو رحمت کی کثرت کے اعتبار سے بھی، جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا یا پھر نزول کے وقت کی زیادتی کے اعتبار سے، [یعنی نصف شعبان کی رات کی فضیلت کی اصل معلوم ہوتی ہے]۔(**مواهب الكريم المنَّان**

في فضل ليلة النصف من شعبان لنجم الدين الغيطي:ص ۱۰۵)،

- حافظ ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ) نے کہا:

''عباد الله إن ليلتكم هذه النصف، عظيمة القدر و عجيبة الوصف، يطلع الله فيها على العباد، فيغفر لكل ما خلا أهل العناد''۔

اے اللہ کے بندو! بے شک تمہاری یہ رات، شعبان کی پندرھویں رات ہے؛ بڑی قدر و منزلت والی اور عجیب شان رکھنے والی۔ اس رات اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف توجہ فرماتا ہے، اور ضد و عناد والوں کے سوا سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ **(التبصرة: ج ۲:ص ۵٦)،**

<u>ساتویں صدی کے علماء:</u>

- مشہور فقیہ، حافظ الحدیث، امام ابن الصلاح الشہر زوریؒ (م ٦۴۳ھ) نے کہا:

''و أما ليلة النصف من شعبان فلها فضيلة و احياؤها بالعبادة مستحب و لكن على الانفراد من غير جماعة''۔

اور رہی نصف شعبان کی رات، تو اس کی فضیلت ثابت ہے، اور اس رات کو عبادت کے ذریعے زندہ رکھنا مستحب ہے، لیکن یہ عبادت انفرادی طور پر ہوگی، جماعت کے ساتھ نہیں۔

- مشہور مجتہد، امام عز بن عبد السلامؒ (م ٦٦۰ھ) نے، ان کی تائید کی ہے۔ **(مساجلة علمية بيت الامامين الجليلين العز بن عبد السلام و ابن الصلاح:ص ۴۱-۴۲، ت الالباني)،**

- حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) کے دادا محترم، مشہور فقیہ، امام مجد الدین ابن تیمیہؒ (م ٦۵۲ھ) نے کہا:

''ليلة نصف شعبان روي في فضلها من الأخبار والآثار ما يقتضي أنها مفضلة ومن السلف من خصها بالصلاة فيها''۔

نصفِ شعبان کی رات کے بارے میں احادیث اور آثار منقول ہیں جو اس کے فضیلت والی رات ہونے کا تقاضا کرتی ہے، اور سلف صالحین، اس رات میں نماز وغیرہ عبادت کا اہتمام کرتے تھے۔(**فیض القدیر: ج ۲: ص ۳۱۶**)،

- حافظ زکی الدین المنذریؒ (م ۶۵۶ھ) نے کہا:

''وعن معاذ بن جبل رضي الله عنه عن النبيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قال: "يطَّلع اللهُ إلى جميعِ خلقِه ليلةَ النصفِ من شعبانَ، فيغفرُ لجميعِ خلقه إلا لمشرِكٍ، أو مُشاحن".

رواه الطبراني وابن حبان في "صحيحه''۔(**الترغیب والترہیب: ج ۲: ص ۱۱۸، ت عمارة**)،

غور فرمائیں! اس روایت کو حافظ منذریؒ نے صیغہ ''عن'' سے نقل کیا ہے، جو کہ ان کی شرط کے مطابق، یہ روایت ان کے نزدیک حسن ہے۔(**ایضا: ج ۱: ص ۳۶**)،

- حافظ نوویؒ (م ۶۷۶ھ) نے کہا:

''واستحب الشافعي والأصحاب الإحياء المذكور''۔

یعنی امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ)، اور ان کے اصحاب نے شعبان کی پندرھویں رات کے ساتھ، دیگر ''۴'' راتوں میں عبادت کو مستحب قرار دیا ہے۔(**المجموع: ج ۵: ص ۴۳**)،

- قاضی نجم الدین، ابو العباس، ابن قدامۃ المقدسیؒ (م ۶۸۹ھ) نے کہا:

''أما الليالي المخصوصات بمزيد الفضل التي يستحب إحياؤها، فخمس عشرة ليلة ولا ينبغي

للمريد أن يغفل عنهن، لأنه إذا غفل التاجر عن موسم الربح فمتى يربح؟! فمن هذه الليالي۔۔۔۔ وليلة النصف من شعبان، وليلة عرفة، وليلتا العيدين۔

وقد ورد صلوات لبعض هذه الليالي وليس فيها ما يثبت''۔

رہی وہ مخصوص راتیں جنہیں زائد فضیلت حاصل ہے اور جنہیں عبادت کے ساتھ زندہ رکھنا مستحب ہے، تو وہ پندرہ راتیں ہیں۔ طالبِ آخرت کے لیے مناسب نہیں کہ وہ ان سے غفلت برتے، کیونکہ جب تاجر نفع کے موسم سے غافل ہو جائے تو وہ کب نفع کمائے گا؟

ان راتوں میں ۔۔۔۔۔۔ شعبان کی پندرھویں رات، عرفہ کی رات، اور دونوں عیدوں کی راتیں شامل ہیں اور بعض ان راتوں کے بارے میں مخصوص نمازوں کی روایات بھی وارد ہوئی ہیں، لیکن ان میں کوئی ایسی روایت ثابت و قابلِ اعتماد نہیں۔ (مختصر منہاج القاصدین: ص ۷۰)،

آٹھویں صدی کے علماء:

- حافظ ابن تیمیہ الحرانیؒ (م ۷۲۸ھ) نے کہا:

''ليلة النصف من شعبان، فقد روى في فضلها من الأحاديث المرفوعة والآثار ما يقتضي أنها ليلة مفضلة وأن من السلف من كان يخصها بالصلاة فيها، وصوم شهر شعبان قد جاءت فيه أحاديث صحيحة.

ومن العلماء: من السلف من أهل المدينة، وغيرهم من الخلف، من أنكر فضلها، وطعن في الأحاديث الواردة فيها، كحديث: إن الله يغفر فيها لأكثر من عدد شعر غنم كلب". وقال: لا فرق بينها وبين غيرها۔

لكن الذي عليه كثير من أهل العلم، أو أكثرهم، من أصحابنا وغيرهم -على تفضيلها، وعليه يدل نص أحمد، لتعدد الأحاديث الواردة فيها، وما يصدق ذلك من الآثار السلفية، وقد روي بعض فضائلها في المسانيد والسنن''۔

شعبان کی پندرھویں رات کے بارے میں مرفوع احادیث اور آثار میں ایسی روایات منقول ہیں جو اس بات کا

تقاضا کرتی ہیں کہ یہ ایک فضیلت والی رات ہے، اور سلف میں سے بعض حضرات ایسے بھی تھے جو اس رات کو عبادت و نماز کے ساتھ ممتاز کرتے تھے۔

اور شعبان کے مہینے کے روزوں کے بارے میں بھی صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔ البتہ علماء میں سلف میں سے اہلِ مدینہ کے بعض حضرات اور بعد کے بعض اہلِ علم نے اس نصفِ شعبان کی رات کی فضیلت کا انکار کیا، اور اس بارے میں وارد احادیث پر طعن کیا، جیسے یہ حدیث: 'اللہ تعالیٰ اس رات بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ اس رات اور دوسری راتوں میں کوئی فرق نہیں۔

لیکن اکثر اہلِ علم اور اکثر ہمارے اصحاب اور دیگر علماء بھی اس رات کی فضیلت کے قائل ہیں، اور امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۱ھ) کے نص سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے؛ اس کی وجہ اس باب میں وارد متعدد احادیث ہیں، اور وہ آثارِ سلف جو اس کی تائید کرتے ہیں، اور اس رات کی بعض فضیلتیں مسانید اور سنن کی کتابوں میں بھی روایت کی گئی ہیں۔ (**اقتضاء الصراط المستقیم: ج۲: ص۱۳۷**)،

- فقیہ تقی الدین، احمد بن محمد الادمی المقری الحنبلیؒ (م۷۴۹ھ) نے کہا:

''**وسن إحياء ليلة العيدين، وعاشوراء، وأول رجب، ونصف شعبان**''۔

اور دونوں عیدوں کی راتوں کو زندہ رکھنا، عاشوراء کی رات، رجب کی پہلی رات، اور شعبان کی پندرھویں رات کو (عبادت کے ساتھ گزارنا) مسنون ہے۔ (**المنور فی راجح المحرر: ص۱۷۵**)،

- امام، حافظ تقی الدین السبکیؒ (م۷۵۶ھ) نے کہا:

''**أن إحياء ليلة النصف من شعبان يكفر ذنوب السنة وليلة الجمعة تكفر ذنوب الأسبوع وليلة القدر تكفر ذنوب العمر**''۔

بے شک شعبان کی پندرھویں رات کو عبادت کے ساتھ زندہ رکھنا پورے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا

ہے، اور جمعہ کی رات ہفتے کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے، اور لیلۃ القدر پوری عمر کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔(تفسیر السبکی بحوالہ تخریج احیاء علوم الدین للزبیدی: ج۱:ص۵۲۱)،

- مشہور حنبلی فقیہ، امام ابن المفلح الصالحی المقدسیؒ (م۷۶۳ھ) نے کہا:

''قال جماعة: وليلة عاشوراء، وليلة أول رجب، وليلة نصف شعبان''۔

عیدین کی رات کی طرح، حنابلہ فقہاء کی ایک جماعت نے کہا: عاشوراء کی رات، رجب کی پہلی رات، اور شعبان کی پندرھویں رات کو عبادت کرنا مستحب ہے۔(الفروع وتصحیح الفروع: ج۲:ص۴۰۸)،

- حافظ ابن رجبؒ (م۷۹۵ھ) نے کہا:

''فيا من أعتق فيها من النار هنيئا لك المنحة الجسيمة ويا أيها المردود فيها جبر الله مصيبتك هذه فإنها مصيبة عظيمة۔

بكيت على نفسي وحق لي البكا ... وما انا من تضييع في شك

لئن قلت أني في صنيعي محسن ... فإني في قولي لذلك

ذو إفك ليالي شعبان وليلة نصفه ... بأية حال قد تنزل لي صكي

وحق لعمري أن أديم تضرعي ... لعل إله الخلق يسمح بالفك۔

فينبغي للمؤمن أن يتفرغ في تلك الليلة لذكر الله تعالى ودعائه بغفران الذنوب وستر العيوب وتفريج الكروب وأن يقدم على ذلك التوبة فإن الله تعالى يتوب فيها على من يتوب.

فقم ليلة النصف الشريف مصليا ... فأشرف هذا الشهر ليلة نصفه

فكم من فتى قد بات في النصف آمنا ... وقد نسخت فيه صحيفة حتفه

فبادر بفعل الخير قبل انقضائه ... وحاذر هجوم الموت فيه بصرفه

وصمہ یومها الله وأحسن رجاءه... لتظفر عند الكرب منه بلطفه۔

ويتعين على المسلم أن يجتنب الذنوب التي تمنع من المغفرة وقبول الدعاء في تلك الليلة''۔

پس جو شخص اس رات آگ (جہنم) سے آزاد کردیا گیا، اسے اس عظیم عطیے پر مبارک ہو۔ اور اے وہ شخص جو اس رات محروم رہا! اللہ تعالیٰ اس عظیم مصیبت کا تمہیں بدلہ عطا فرمائے، کیونکہ یہ واقعی بہت بڑی محرومی ہے۔

[پھر شعر ذکر کرتے ہیں کہ جس کا خلاصہ یہ ہے: کہ]

میں نے اپنی ہی حالت پر گریہ کیا، اور مجھے رونا حق بھی ہے، کیونکہ میں اپنی کوتاہیوں اور غفلت کے بارے میں شک میں نہیں ہوں۔

اگر میں یہ کہوں کہ میں اپنے اعمال میں نیک ہوں، تو میں اپنے اس دعوے میں جھوٹا اور فریب کار ہوں۔ شعبان کی راتیں اور اس کی پندرھویں رات نہیں معلوم کس حال میں میرے لیے نجات کا پروانہ نازل ہوگا؟ اور میری جان کی قسم! مجھے ہمیشہ عاجزی کے ساتھ گڑگڑانا چاہیے، شاید مخلوق کا معبود (اللہ) رہائی عطا فرمادے۔

لہٰذا مؤمن کے لیے مناسب ہے کہ وہ اس رات اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس سے دعا مانگنے، گناہوں کی مغفرت طلب کرنے، عیبوں کی پردہ پوشی، اور مصیبتوں کے دور ہونے کے لیے خود کو فارغ کرے، اور اس سے پہلے سچی توبہ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

پس شعبان کی اس مبارک پندرھویں رات کو نماز میں کھڑا ہو جا، کہ اس مہینے کی سب سے افضل رات یہی نصف کی رات ہے۔ کتنے ہی نوجوان ایسے ہیں جو اس نصف شب میں امن واطمینان سے سو رہے ہوتے ہیں، حالانکہ اسی رات ان کی موت کا فیصلہ نامہ لکھ دیا جاتا ہے۔ اس کے ختم ہونے سے پہلے نیکی کے کاموں میں جلدی کرلو، اور موت کے اچانک حملے سے ہوشیار رہو۔ اور اس دن اللہ کے لیے روزہ رکھو اور اس سے اچھی امید رکھو، تاکہ سختی کے وقت تم اس کی خاص مہربانی پاسکو۔

اور مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان گناہوں سے بچے جو اس رات مغفرت اور دعا کی قبولیت سے رکاوٹ بنتے ہیں۔ (**لطائف المعارف: ص ۱۳۸**)۔

نویں صدی کے علماء:

- حافظ زین الدین العراقیؒ (م ۸۰۶ھ) نے کہا:

''مزية ليلة نصف شعبان مع أن الله تعالى ينزل كل ليلة أنه ذكر مع النزول فيها وصف آخر لم يذكر في نزول كل ليلة وهو قوله فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب وليس ذا في نزول كل ليلة ولأن النزول في كل ليلة مؤقت بشرط الليل أو ثلثه وفيها من الغروب وخص شعر غنم كلب لأنه لم يكن في العرب أكثر غنما منهم''۔

نصفِ شعبان کی رات کی ایک خاص امتیازی شان یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر رات نزول فرماتا ہے، لیکن اس رات کے نزول کے ساتھ ایک اضافی وصف ذکر کیا گیا ہے جو ہر رات کے نزول میں مذکور نہیں، اور وہ یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اور یہ وصف ہر رات کے نزول میں بیان نہیں ہوا۔ نیز ہر رات کا نزول رات یا اس کے آخری تہائی حصے کے ساتھ مشروط ہوتا ہے، جبکہ نصفِ شعبان کی رات میں غروبِ آفتاب ہی سے (یہ شان ظاہر ہوتی ہے) اور قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں کو خاص طور پر اس لیے ذکر کیا گیا کہ عرب میں اس قبیلے سے زیادہ بکریاں کسی کے پاس نہ تھیں۔ (**شرح الترمذی للعراقی بحوالہ فیض القادر: ج ۲: ص ۳۱۶، نیز دیکھئے ج ۱: ص ۶۷**)،

- قاضی محی الدین، ابوزکریا، ابن النحاس الدمشقیؒ (م ۸۱۴ھ) نے کہا:

''**ليلة النصف من شعبان وهي الليلة الشريفة العظيمة**''۔

شعبان کی پندرھویں رات، ایک نہایت معزز اور عظیم رات ہے۔ (**تنبيه الغافلين عن أعمال الجاهلين وتحذير السالكين من أفعال الجاهلين: ص ۴۹۷**)،

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) نے بھی، نصف شعبان کی ایک حدیث کے بارے میں کہا:

''**هذا حديث حسن**''۔ (**الامالی المطلقۃ لابن حجر: ص ۱۲۲**)،

* ایک اور جگہ، ایک سند کے بارے میں، اس کے حسن لغیرہ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔(**الامالی المطلقۃ: ص۱۲۱**)،

- فقیہ، قاضی برہان الدین، ابن المفلح (م ۸۸۴ھ) نے کہا:

''**قال جماعة: وليلة عاشوراء، وليلة أول رجب، وليلة نصف شعبان**''۔

عیدین کی رات کی طرح، حنابلہ فقہاء کی ایک جماعت نے کہا: عاشوراء کی رات، رجب کی پہلی رات، اور شعبان کی پندرھویں رات کو عبادت کرنا مستحب ہے۔(**الفروع وتصحیح الفروع: ج۲: ص۴۰۸**)،

<u>دسویں صدی کے علماء:</u>

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) کے شاگرد کے خاص، حافظ شمس الدین سخاویؒ (م ۹۰۲ھ) نے نصفِ شعبان کی ایک روایت کے بارے میں کہتے ہیں:

ليس في رجاله من تكلم فيه۔

اس سند میں کوئی بھی متکلم فیہ راوی نہیں ہے۔(**الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية: ج۱: ص۳۲۵**)،

یعنی ان کے نزدیک، نصف شعبان کی روایت، تعدد طرق کی وجہ سے، قوی ہوگی۔

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) کے ہی ایک اور شاگرد، حافظ زین الدین، زکریا الانصاریؒ (م ۹۲۶ھ) نے کہا:

''**والدعاء فيهما وفي ليلة الجمعة وليلتي أول رجب ونصف شعبان مستجاب**''۔

ان دونوں (عیدوں) کی راتوں میں، اور جمعہ کی رات، اور رجب کی پہلی رات، اور شعبان کی پندرھویں رات

میں کی گئی دعا قبول ہوتی ہے۔(**اسنی المطالب شرح روض الطالب: ج۱: ص ۲۸۲**)،

- امام شرف الدین الحجاوی الصالحی المقدسیؒ (م ۹۶۸ھ) نے کہا:

''**و أما ليلة النصف من شعبان ففيها فضل و كان في السلف من يصلي فيها**''۔

اور جہاں تک بات ہے، شعبان کی پندرھویں رات کی، تو اس رات کی فضیلت ہے اور سلف صالحین اس رات میں عبادت کرتے تھے۔(**الاقناع فی فقہ الامام احمد: ج۱: ص ۱۵۴**)،

<u>**خلاصہ:**</u>

ان تمام حوالوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امت میں خیر القرون سے لے کر، ہر زمانے میں، یہاں تک کہ آج بھی شعبان کی پندرھویں رات کی عبادت کا عمل جاری وساری ہے۔

لہذا اسے بدعت کہنا، نہایت کمزور قول اور مرجوح ہے۔

<u>یاداشت</u>